ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا

Raza Research Institute
www.imamahmadraza.net

# منقبت شریف

## کلام: صاحبزادہ سید وجاہت رسول تاباںؔ قادری

### منقبت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں الازہری قادری رضوی برکاتی مدظلہ العالی

صورتِ حامد رضا[۱] میں سیرت احمد رضا — آئینہ در آئینہ ہیں حضرتِ اختر رضا

مفتیٔ اعظم کا تقویٰ، حجتِ حامد رضا — مجمع البحرین دیکھی سیرتِ اختر رضا

مصطفیٰ ﷺ کے عشق سے سرشار بیشک وہ ہوا — مل گئی اک بار جس کو قربتِ اختر رضا

علم کا دریا رواں اور عشقِ بحرِ ناکنار — ہے وہ عالی بارگاہِ حضرتِ اختر رضا

عالمِ بینا ہوا وہ، عارفِ باللہ بنا — یک نَفَس پائی ہے جس نے صحبتِ اختر رضا

چار صدیوں سے سجی ہے مسندِ افتاء جہاں — زینتِ سجادہ واں ہیں حضرتِ اختر رضا

[۲]قائلِ ''کلّ بلادٍ تحت حکمی'' کے طفیل — نُہ فلک تک ہے عروجِ شہرتِ اختر رضا

[۳]منظرِ اسلام تابہ قاہرہ ازہر شریف — علم کا ایواں بنامِ نُدرتِ اختر رضا

زیبِ سرتاجِ شریعت، تن پہ تقویٰ کا لباس — جامعِ شرع وطریقت حضرتِ اختر رضا

آج تاباںؔ اوج پر بزمِ رضا میں آپ ہیں
یہ بھی ہے فیضِ کمالِ نسبتِ اختر رضا[۴]

[۱] اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ اپنے جدِّ کریم حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا علیہ الرحمۃ سے صورت میں بہت مشابہ ہیں۔

[۲] قصیدہ غوثیہ شریف کے اس شعر سے اقتباس ہے:

بلاد اللہِ مُلکِی تَحتَ حُکمی — وَوَقْتی قَبلَ قَلْبی قَد صَفَالِی

اور قائل سے مراد غوثِ اعظم کی ذات مبارک

[۳] منظرِ اسلام بریلی شریف سے فراغت کے بعد آپ قاہرہ میں جامعہ ازہر شریف سے فارغ التحصیل ہوئے۔

[۴] اختر رضا خاں صاحب اس منصب افتاء پر دسویں مفتی جلوہ افروز ہیں ریحان رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ان سے قبل مفتی مولانا ابراہیم رضا جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، حجت الاسلام مفتی حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی رضا علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، مفتی کاظم علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم خاں رحمۃ اللہ علیہ۔

(صاحبزادہ سید وجاہت رسول تاباںؔ قادری، فروغِ صبح تاباںؔ، مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی 2016ء، ص228)

ISBN 978-969-9266-04-1

ماہنامہ معارفِ رضا کراچی

جلد: 19 شمارہ: 08

اگست 2018ء، ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ

## حُسنِ ترتیب

| صفحہ | نگارشات | مضامین |
|---|---|---|




ہدیہ فی شمارہ: 50 روپے

سالانہ: عام ڈاک سے: -/500 روپے رجسٹرڈ ڈاک سے: -/1000 روپے

بیرونِ ممالک: 40 امریکی ڈالر سالانہ

نوٹ: رقم دستی یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام "ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا" ارسال کریں، چیک قابلِ قبول نہیں۔

ادارہ کا اکاؤنٹ نمبر: کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 00450052144503

حبیب بینک لمیٹڈ، پریڈی اسٹریٹ برانچ، کراچی۔

نوٹ: ادارتی بورڈ کا مراسلہ نگار / مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ ﴿ادارہ﴾

**ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا** (انٹرنیشنل)

25-جاپان مینشن، ریگل، صدر، جی پی او صدر، کراچی-74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

فون: +92-21-32725150 فیکس: +92-21-32732369

ای میل: imamahmadraza@gmail.com، ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net

# ایک صدی قبل امام احمد رضا کا وصیت نامہ برائے امت

{اپنی بات}

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

اللہ عزوجل نے کائنات کی تخلیق اور جنت کی آرائش کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بی بی کائنات کی خاتون اوّل حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہاں جنت میں رہنے کا حکم دیا اور جنت کی ہر نعمت کے استعمال کی اجازت دی وہیں ایک حکم (وصیت یا نصیحت) کا اور دیا اور فرمایا جنت میں صرف ایک درخت کی طرف نہ جانا باقی جہاں جانا چاہو جاؤ جو کھانا چاہو کھاؤ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَیْثُ شِئْتُمَا۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۳۵)

ترجمہ: اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنّت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

حضرت آدم سے بھول ہوئی مگر اس بھول کے نتیجے میں اور درخت کا ذائقہ چکھنے کے باعث جنت سے زمین پر بھیج دیا گیا اور یوں دنیا میں انسان آباد ہوا اور انسان کی پیدائش کا سلسلہ بھی شروع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء و رسل کے ساتھ ساتھ قانون خداوندی بصورت کتاب سلسلہ جاری رکھا۔ تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے امتیوں کو دنیا سے رخصت ہوتے وقت ایک ہی وصیت کی کہ اے میرے امتیوں اور اے اولادِ آدم، اللہ نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے اس دین پر ہمیشہ قائم رہنا چنانچہ اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی وصیتوں کو قرآن میں بیان بھی فرما دیا:

وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُؕ-یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَؕ۔ (سُوْرَۃُ الْبَقَرَۃ، آیت ۱۳۲)

ترجمہ: اور اسی دین کی وصیت کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے کہ اے میرے بیٹو بیشک اللہ نے یہ دین (اسلام) تمہارے لئے چُن لیا تو نہ مرنا مگر مسلمان۔

اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس وصیت کو ہمارے لیے جاری رکھا اور ہم اہلِ ایمان کو اس کی پیروی کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰن، آیت ۱۰۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہر گز نہ مرنا مگر مسلمان۔

اللہ عزوجل کی چاہت یہ ہے کہ اہلِ ایمان پر جب موت کا وقت آئے تو وہ ساتھ ایمان کے ہو کیونکہ صاحب ایمان ہی مرنے کے بعد مسلمان قرار پائے گا اس لیے اس ایمان کی سلامتی صاحب ایمان پر لازم ہے۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اپنے آخری اجتماعی خطاب میں عرفات کے میدان میں ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس خطبہ کے آخر میں اپنی امت کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد گمراہ نہ ہونا اور میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اس کو مضبوطی سے تھامے رکھنا "ایک قرآن اور ایک میری سنت"۔ ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ نے امت میں انتشار اور منافرت پھیلانے والوں کی نشاندہی کر کے ان سے دور رہنے کی بھی وصیت فرمائی چند احادیث ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مشرق سے کچھ لوگ نمودار ہوں گے، قرآن کثرت سے پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ کو پار کر کے نکل جاتا ہے پھر لوٹ کر واپس نہیں آئیں گے۔ جب تک تیر لوٹ کر اپنے چلے پر نہ آجائے۔ عرض کیا گیا ان کی علامت کیا ہوگی؟ فرمایا سر منڈا یا سر منڈائے رکھنا۔ (الجامع الصحیح البخاری)

یہ نشانی بکثرت تبلیغی، وہابی، دیوبندی اور اہلِ حدیث حضرات میں پائی جاتی ہے۔ یہ میرے رسول کے فرمان کی شان ہے۔

ایک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد رسول مخبر صادق ہوا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا فرمایا اور میرے لیے میرے اصحاب واصہار چن لیے عنقریب ایک قوم آئے گی کہ انہیں برا کہے گی اور ان کی شان گھٹائے گی تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا، نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔ (المستدرک للحاکم، المعجم الکبیر، کنز العمال، فتاوٰی رضویہ، 294/3)

ایک روایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاحظہ کریں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب کرو فاسقوں کے بغض سے، اور ان سے ترش رو ہو کر ملو، اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان کی خفگی میں ڈھونڈو اور اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ان کی دوری سے چاہو۔" (کنز العمال بحوالہ فتاوٰی رضویہ، 294/ 3)

یہ حدیث تو بہت مشہور ہے جس میں آپ نے نجد کے لیے دعا نہ فرمائی بلکہ فرمایا کہ نجد وہ سرزمین ہے جہاں سے شیطان کے سینگ نکلیں گے۔ الحاصل ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدمذہب لوگوں سے دور رہنے کا حکم دیا جس طرح اللہ نے آدم کو درخت سے دور رہنے کا حکم دیا تھا کہ اس کے پاس گئے تو بہک جاؤ گے۔

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دو نہیں اپنے سینکڑوں فتاوٰی اور بیسیوں کتب میں ان تمام بدمذہب فرقوں کی نشاندہی کر دی ہے جن کے پاس جانے سے میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ان کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کی نشانیاں بھی بتادیں۔

امام احمد رضا اوپر بیان کی گئی احادیث کے بعد ان کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

واقعی یہ لوگ وہابیہ، نجدیہ، دیوبندیہ وغیر مقلدین اُن پرانے خوارج پر ٹھیک بقیہ و یادگار ہیں، وہی مسئلے، وہی دعوے، وہی انداز، وہی وطیرے، خارجیوں کا داب تھا کہ اپنا ظاہر اس قدر متشرع بناتے کہ عوام مسلمین انہیں نہایت پابند شرع جانتے پھر بات بات پر عمل بالقرآن کا دعویٰ، عجب دام در سبزہ تھا اور مسلک وہی کہ ہم مسلمان ہیں اور باقی سب مشرک۔

یہ ہی رنگ ان حضرات کے ہیں، آپ مواحد اور سب مشرکین، آپ محمدی اور سب بددین، آپ عامل بالقرآن والحدیث اور سب چنیں و چناں بزم خبیث، پھر ان کے اکثر مکلبین ظاہری پابند شرع میں بھی خوارج سے کیا کم ہیں۔ اہلِ سنّت کان کھول کر سن لیں کہ دھوکے کی ٹٹی میں شکار نہ ہو جائیں۔ (جامع الاحادیث، از امام احمد رضا، جلد اوّل، ص109)

امام احمد رضا نے اگرچہ 55 برس ملت اسلامیہ کی قلم کے ذریعہ امامت فرمائی اور ایک ہزار سے زیادہ کتب اور ہزاروں فتاوٰی بھی لکھ دیئے جس سے امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک استفادہ کرتی رہے گی اور انشاء اللہ کبھی گمراہ نہ ہوگی مگر اس کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے سنت انبیاء کے مطابق وصال سے 2 گھنٹے قبل جو وصیت

نامہ قلم بند کروایا تھا اس وصایا میں سے عمومی وصیت یہاں پیش کر رہا ہوں ملاحظہ کیجئے:

پیارے بھائیو! ''لَآ اَدْرِیْ مَابَقَائِیْ فِیْکُمْ'' مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں: تین ہی وقت ہوتے ہیں بچپن، جوانی، بڑھاپا، بچپن گیا، جوانی آئی، جوانی گئی بڑھاپا آیا، اب کونسا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے، ایک موت ہی ہے، اللہ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں، میں ہوں، اور میں آپ سب لوگوں کو سناتا رہوں، مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں:

''اس وقت میں دو وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں، ایک تو اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی اور دوسری خود میری''

تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے، اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا، یہ سب بھیڑیئے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، اُن سے تابعین روشن ہوئے، اُن سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، اُن سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں، یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو، وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول سے سچی محبّت، اُن کی تعظیم اور اُن کے دوستوں کی خدمت اور اُن کی تکریم اور اُن کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ، پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو، فوراً اس سے جدا ہو جاؤ، جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو، پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حمایت کے لیے کسی بندے کو کھڑا کر دیگا، مگر معلوم نہیں میرے بعد جو آئے کیسا ہو، اور تمہیں کیا بتائے، اس لیے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی، اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا، جس نے اسے سُنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لیے نور و نجات ہے، اور جس نے نہ مانا اس کے لیے ظلمت وہلاکت، یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے، جو یہاں موجود ہیں سُنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں:

اور دوسری میری وصیّت ہے آپ حضرات نے کبھی مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دی، میرے کام آپ لوگوں نے خود کیے مجھے نہ کرنے دیئے، اللہ تعالیٰ آپ سب صاحبوں کو جزائے خیر دے، مجھے آپ صاحبوں سے امید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے باعث نہ ہوں گے، میں نے تمام اہلِ سنّت سے اپنے حقوق لوجہ اللہ معاف کر دیئے ہیں، آپ لوگوں سے دست بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے حقوق میں فروگذاشت ہوئی ہو وہ معاف کر دیں، اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو حضرات یہاں موجود نہیں اُن سے میری معافی کرالیں:

امام احمد رضا قادری سرہٗ العزیز کا یہ وصیت نامہ آج بھی اہمیت کا حامل ہے اللہ عزوجل ہم اہلِ سنّت وجماعت کے ہر فرد کو آج کے بدمذہب گروہوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین!

# الدولۃ المکیہ بِالمَادَۃِ الغَیْبِیَّہ

تیسری قسط

از: اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

## نظر سوم

(نظر سوم مصنف رسالہ حفظ الایمان پر قیامت قائم کرنے کے بیان میں)

الٰہی تیری ہی بخشش ہم دیکھتے ہیں کہ تاریکیاں چھا گئیں اور حد سے بڑھ گئیں اور بہت سے لوگوں پر گمراہی کا قول پورا ہوا یہ تقریر جو ہم نے بیان کی کہ علم ذاتی اور علم مطلق محیط تفصیلی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور بندوں کے لیے نہیں مگر مطلق علم عطائی اور یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ چہ جائے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لیے کہ یہ علم نہ ہو تو ایمان ہی ٹھیک نہیں جیسا کہ اوپر بیان گزرا عجب کہ اس تقریر سے کسی وہمی کو وہم گذرے یوں کہ ہم میں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہ رہا پھر اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا ذکر ہے کہ جیسا علم حضور اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے ویسا ہم کو بھی حاصل ہوا اور جس قسم کا ہم کو نہیں ان کو بھی نہیں تو ہم برابر ہوئے۔ اور یہ اگرچہ ایسی بات ہے کہ عالم درکنار کسی عاقل کے بھی کہنے کی نہیں مگر وہابیہ سے دور نہیں یہ اس لیے کہ وہ ایک بے عقل قوم ہے اور ان میں کوئی شخص راہ پر نہیں مجھے کیا ہوا کہ فرض کرتا ہوں حالانکہ واقع ہو لیا کیا تم نے نہ سنا کہ آج کل وہابیوں میں کا وہ کھر کھڑ اڈھیٹ شیخ وصوفی بننے والا اونچے بیٹھنے کا مدعی مغرور۔ جو کمینے ہٹ دھرم ہندیوں میں سے ہے اس نے ایک رسَلیا تصنیف کی جو چار ورق کی بھی نہیں۔ جس سے قریب ہے کہ ساتوں آسمان پھٹ پڑیں اس نے اس کا نام حفظ الایمان رکھا اور وہ نہیں مگر خفض الایمان (یعنی ایمان کی پست خوار کرنے والی) اس میں اس قول کی تصریح کر دی اور روز قیامت کے وبال سے نہ ڈرا اس کی عبارت یہ ہے: "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔۔۔۔ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہیں تو اس کا بطلان دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہے۔" اھ

اور ہٹ دھرم مردود نے نہ جانا کہ غیبوں کا مطلق علم عطائی اصالۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے ان کے رب جل وعلا کے اس قول سے کہ: "اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔" اور اس کے اس ارشاد سے کہ: "خدا اس لیے نہیں تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے، ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چُن لیتا ہے" تو ان کے غیر کو جو علم حاصل ہو گا وہ انہیں کے فیض و مدد اور فائدہ عطا فرمانے اور راہ دکھانے سے ملے گا تو برابری کیسی۔ علاوہ بریں علوم انبیاء میں سے ان کے غیر نہیں جانتے۔ مگر تھوڑا قلیل کہ انبیاء کے علوم غیب کے جو سمندر چھلک رہے ہیں ان کے سامنے کسی گنتی شمار میں نہیں اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام روزِ ازل سے روزِ آخر تک کے تمام ماکان و مایکون کو جانتے بلکہ دیکھ رہے اور مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اسی طرح دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو ساری سلطنت آسمانوں اور زمین کی، طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے

دنیا اٹھالی تو میں اسے اور اس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو یہ ایک روشنی ہے اللہ کی طرف سے جو اللہ نے اپنے نبی کے لیے چمکائی، جس طرح اگلے انبیاء کے لیے چمکائی تھی۔

تو مردود نے کل اور بعض دو شقیں رکھیں اور جب کہ پہلی شق موجود نہیں اور ان سے دوسری شق کو سب کے لیے شامل خیال کیا تو حکم لگادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن کا علم وحلم سارے جہان کو وسیع ہے اور اللہ نے انہیں سکھادیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل ان پر بہت بڑا ہے تو انہوں نے سب اگلوں پچھلوں کا علم جان لیا اور جو کچھ ہو گزرا ہے اور آنے والا ہے سب ان کے علم میں آگیا، اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب انہیں معلوم ہوگیا، اور مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے سب سے خبردار ہوگئے اور ہر چیز ان پر روشن ہوگئی، اور انہوں نے پہچان لی اور ان پر قرآن اُترا ہر چیز کا روشن بیان اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہر چیز خوب مفصل بیان فرمادی۔ مردوں نے ان کو زید وعمر بلکہ بچّہ اور پاگل بلکہ ہر جانور اور چوپایہ کے علم سے برابر کردیا اور بدبخت نے نہ جانا کہ بعض میں تو بڑی چوڑی وسعت ہے جو ایک چھوٹی سی بوند کی خوار بے مقدار سے لے کر لاکھوں کروڑوں چھلکتے سمندروں تک کو شامل ہے۔ جن کا گھراؤ نہ جانا جائے اور نہ ان کا کوئی کنارہ نہ انتہا تو یہ سب کا سب نہیں مگر اللہ کے علموں میں سے بعض اور وہ اس کے علموں سے احاطہ نہیں کرتے مگر جتنا وہ چاہے تو اگر فقط لفظ بعض کا صادق آنا برابری اور مماثلت اور نفی خصوصیت کے لیے کافی ہو جیسا اس امر دود مطرود نے گمان کیا تو یہ بھی حکم لگادے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت زید وعمر بلکہ ہر بچہ وپاگل بلکہ ہر جانور اور چوپایہ کی قدرت[1] کے برابر ہے کہ تمام حیوانات کسی نہ کسی

[1] ۔ ہم گروہ اہلِ سنت خدا کی دین سے نو پیہ قدرت ثابت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ کام کرنے والی ہے نہ پیدا کرنے والی اور اس کی بالکل نفی جہم بن صفوان گمراہ کا مذہب ہے جیسا کہ

فعل وحرکت پر قدرت رکھتے ہیں اگرچہ ان کی قدرت پیدا کرنے والی[2] نہیں۔ تو بعض صادق آیا اور اللہ تعالیٰ اس سے

موافق اور اس کی شرح میں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا: "وعدوا علی حرد قادرین" (دیکھو ترجمہ قرآنی) یعنی انہوں نے سویرے کو مدد دینے کی ٹھان لی باوجودیکہ انہیں دینے اور نفع پہنچانے کی قدرت تھی علامہ ابوالمسعود نے اپنی تفسیر ارشاد العقل السلیم میں کہا کہ معنی یہ ہیں کہ انہوں نے چاہا کہ سختی کریں مساکین پر اور انہیں محروم کردیں، حالانکہ وہ انہیں نفع پہنچانے پر قادر تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تا: "تا کہ نہ جانیں اہلِ کتاب نبی اور ان کے صحابہ کو کسی شے پر قدرت نہیں اللہ کے فضل سے۔" تفسیر کبیر میں کہا دوسرا قول یہ ہے کہ لازائد نہیں تو ضمیر الایقدرون جانب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے ہے اور تقدیر اس طرح ہے تاکہ نہ جانیں اہلِ کتاب کہ نبی اور مسلمان قدرت نہیں رکھتے کسی چیز پر فضل الٰہی سے اور انہوں نے جب ان کا قادر نہ ہونا نہ جانا تو ان کا قادر ہونا جانا اور جان لو کہ یہی قول بہتر ہے اھ۔ بطور اختصار اگر کہا جائے کہ قدرت الٰہیہ ازلی ابدی واجب اور تاثیر والی ہے اور عبد کی قدرت ایسی نہیں تو میں کہوں گا یہ امور کلیت وجزئیت کے ماسوا ہیں اور کلام۔ انہیں میں ہے تو کیا وہ تکار امتقد ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی کچھ بھی زیادتی کا علم مجنون اور چوپائے پر صفات وکیفیات میں محیط ومفید ہونے میں جلالت وتعت کثرت منفعت میں ابتدا وایجاد وسیلہ وامداد میں اور ان کے سوا بڑے بڑے عظیم بہت بہت بزرگ وجسم امتیازات جلیلہ سوا اس بعضیت کے کہ مشتر کہ نزدلہ مردود مطرود ہیں یا نہیں۔ بلکہ ان کے علم کو اصلا کوئی فضل کسی طرح پاگلوں اور چوپاؤں کے علم پر نہیں۔ دوسری شق پر اس کا کفر خوب کھل کر ظاہر ہوگیا کہ وہ دُتکارا ہوا مردود خود اپنے لیے اس کا مقر ہے کہ اُس کے علم کے لیے فضیلتیں ہیں۔ گدھے، بیل اور کتے سوّر کے علم پر اور پہلی شق پر اس نے خصوصیت کی نفی اور مماثلت کے حکم کی بنا صرف بعضیت میں شرکت پر رکھی باوجود اسی یقین کے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے لیے ان کے علم پر مطلب یہ بندہ کی قدرت دوسری جہات سے بکثرت بے حد فضیلتیں ہیں تو قدرت الٰہی سے نقض پورا ہے اور بیان کرنا فرقوں کا ان زیادتیوں سے جو کلیت وبعضیت سے خارج ہیں کچھ نفع بخش نہیں تو جان لو سمجھ لو واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲، منہ غفرلہ مدینہ۔

[2] ۔ یعنی پیدا کرنے اور عدم سے وجود میں لانے میں باتفاق اہلِ سنّت وجماعت (اللہ انہیں ہر شفاعت سے محفوظ رکھے) اور اختلاف اس میں ہے کہ کیا اس کا کچھ بھی اثر کسی شیٔ زائد علی الوجود میں ہے۔ مثل نسبت واضاحت واعتبارات بعض اس کا حال نام رکھتے ہیں اور باقی اس کے منکر نہیں کہ امور اعتباریہ میں جن کے لیے واقعیت کا ایک حصہ ہے محض وہمی اختراع نہیں۔ محض وندان غول بیابانی کی طرح اور اگر انہیں قول احوال اور وجود وعدم میں واسطہ ثابت کرنے میں نزاع ہے تو خلاف لفظی ہے جیسا کہ محققین نے اس کی تصریح کی تو جمہور اشاعرہ نے اس کو مطلقاً نہ مانا اور ان کے نزدیک نہیں ہے فعل سے قدرت حادثہ کے لیے مگر معیت اور بندہ کے لیے نہیں مگر محلیت ہوتا اور احناف نے خیال کیا کہ یہ کافی نہیں انکار جبر کے لیے تو انہوں نے ثابت کی اس کے لیے تاثیر قصد میں اور قصد یقیناً امر اضافی ہے موجود عینی نہیں تو اس کی جانب استناد تخلیق وتکوین نہیں کہ وہ وجود کا افاضہ نہ موجود کا افاضہ اور لغزشِ قدم کا کچھ اعتبار نہیں اور اس کی تاثیر اضافتوں میں اسے بعض اکابر اشاعرہ نے بھی پسند کیا جیسے امام اہلِ سنّت علامہ قاضی ابوبکر باقلانی اور اس کے خلاف میرے علم میں نہ کوئی نص نہ اجماع اور میں نے یہ سب بیان کیا ہے اپنے رسالہ "تبحیر البحر بقصم الجبر" ۱۳۲۹ھ میں لیکن میں ان میں سے نہیں جو اس میں خوض کریں اور اللہ کے لیے حمد ہے کہ میرا دہی ایمان ہے جو قرآن سے ثابت ہوا۔ اور جس پر

برتر ہے کہ اپنی ذات کریم اور صفات قدیم پر قدرت رکھے ورنہ تحت قدرت ہوگا تو ممکن، ہوجائے گا تو خدا نہ ہوگا اور اس کی صفتیں مخلوق و نوپیدا ٹھہریں گی۔ اس لیے کہ جو قدرت سے موجود ہوا۔ وہ پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے اور جو پیدا کرنے سے موجود ہوتا ہے وہ پہلے ناپید ہوتا ہے تو یہاں بھی بعض کا لفظ صادق آیا کہ تمام اشیاء کا احاطہ یہاں بھی نہیں تو برابری اور ساری برائیاں لازم آگئیں اور میں تجھے ایک مثال بیان کروں۔ ایک بادشاہ جبار تمام و کمال دنیا کا مالک ہوا اور ہر چھوٹا بڑا خزانہ سب اسی کے ملک میں تھا اور اس کے کچھ نواب سردار تھے۔ جنھیں ایک ایک ضلع کے خزانے پر اس نے مسلط کیا۔ تاکہ محتاجوں کی اعانت کریں اور مسکینوں کو خیرات دیں اور سب پر ایک نائب اعظم کا سردار کیا جس سے اوپر سب سے زیادہ عزت والے بادشاہ کے سوا کوئی نہیں تو بادشاہ نے اپنے تمام خزانے اس کے ہاتھ اختیار میں دیدیئے اور خاص اپنی ذات کے سوا سب کے معاملات اسے سپرد کردیئے تو وہ نائب اعظم سب نوابوں اور سرداروں پر تقسیم کرتا ہے اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں پر بانٹتے ہیں یہاں تک کہ وہ تقسیم فقیروں تک پہنچتی ہے تو ہر ایک کو اس کا نصیب ملتا ہے اور ان محتاجوں میں ایک بدبخت مطرود گندہ مردود ہے جو بادشاہ اور اس کے نوابوں سے جھگڑتا ہے تو نہ ان کی عقیدت رکھے اور نہ ان کی تعظیم کرے نہ انہیں اپنے سے کچھ بڑھ کر سمجھے اور وہ نان شبینہ کا محتاج ہے، فقیر آفت زدہ مسکین، مفلس اسے امیروں کی تقسیم سے صرف ایک پیسہ پہنچا لمت کھوٹا اور وہ کہتا ہے کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال وملک میں برابر ہیں اس لیے اگر تمام اموال کی ملک مراد لی جائے تو وہ خلیفہ کو بھی حاصل نہیں اور اگر بعض کی ملک مراد ہے تو اس میں خلیفہ کی خصوصیت کیا ہے کہ بعض کا میں بھی مالک ہوں کیا یہ کالا کھوٹا پیسہ میری ملک میں نہیں تو اس بدبخت بڑے ناشکرے محتاج مغرور بدکنے والے نے نہ تو عطائے خلیفہ کا حق مانا اور نہ منصب خلافت کی تعظیم کی اور ایک کھوٹے پیسے اور معمور خزانوں میں جو شرق سے غرب تک زمین کو بھرے ہوئے ہیں کچھ فرق نہ کیا۔ بلکہ اس بادشاہ جبار ہی کی قدر جیسی چاہیے نہ پہچانی اور اس کی خلافت اور حکم کی عظمت شان ہلکی جانی تو بڑے وبال والے عذاب اور سخت مار اور لمبی سزا کا مستحق ہوا۔ تو بادشاہ تو اللہ عزوجل ہے اور اس کے خلیفۂ اعظم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نواب وامیر انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور ہم فقیر ہیں ان سے بھیک مانگنے والے اور وہ گالی دینے والا مردود وہ کنگال ہے راندہ گیا، ہٹ دھرم جھگڑالو سرکش ہم اللہ سے عفو و عافیت مانگتے ہیں۔

ولاحول ولا قوۃ باللہ العلی العظیم۔

اے مسلمان اللہ تیری حمایت کرے کیا تجھے یہ گمان ہے کہ وہ ذلیل کمینہ اس بڑے فرق کو جانتا نہیں حاش للہ بلکہ خوب جانتا ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت سے انکار کرنے کے لیے اسے دفع کر رہا ہے اگر تو اس کی حقیقت

---

دونوں فریق نے اجماع کیا اور ہدایت عقل نے اس پر گواہی دی اور دلیل قطعی اس کی عرف سے چلی کہ نہ مجبوری ہے نہ سپردگی، لیکن کام دونوں کے بین بین ہے۔

اور گرفت اور رعشہ چڑھنے اُترنے اور کودنے گرپڑنے کی حرکتوں میں فرق کا شاہد ہے ضمیر انسان ناواقف نہیں اس سے کوئی بچہ نہ حیوان اور بندہ کے لیے آفرینش میں بالکل کوئی حصہ نہیں جو کچھ اپنے میں قدرت و ارادہ واختیار محسوس کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہی بنائے سے ہے۔ نہیں ان کے لیے کوئی اختیار، نہ قدرت یا ارادہ جو ان کا اپنا ہو اور تم کیا چاہو مگر وہ اللہ چاہے اور وہی ہوا جو اللہ نے چاہا اگرچہ اس کے دفع پر ایکا کرے سارا جہاں اور جو وہ نہ چاہے نہ ہوا اگرچہ اس کے ہونے کی بلیغ کوشش کریں سارے اگلے جن وانسان اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی نے خلق فرمایا۔ ثواب دیتا ہے جسے چاہے اور ثواب اس کا فضل ہے اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے اور عذاب اس کا عدل ہے اور نہ تھا اللہ کہ ان پر ظلم فرماتا لیکن وہ خود آپ ہی ظالم ہیں بدلہ اس کا جو وہ کمایا کرتے، تو تکلیف حق ہے اور جزا و سزا حق اور حکم انصاف اور اعتراض اسلام کے خلاف کفر و اشگاف اور استقلال ماننا گمراہی اور مجبور جاننا پاگل پن اور جنون کی بہت قسمیں بہت سے فن اور کسی کے لیے کوئی حجت اللہ پر نہیں کہ کیا کیا اور اللہ ہی کے لیے حجت البالغہ اس سے کوئی کام نہیں پوچھا جانے گا کہ کیا کیا اور بندوں ہی سے پوچھ ہوگی یہ ہے ہمارا ایمان اور اس پر ہم کچھ زیادہ نہ کریں گے اور جو ہم سے پوچھا جائے گا اس کے ماسوا تو ہم کہدیں گے کہ ہم نہیں جانتے نہ ہم کو اس کی تکلیف دی گئی۔ نہ ہم گھسیں ایسے سمندر میں جس میں تیرنے کی ہم میں قدرت نہیں اور ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں نکھرے حق پر ثابت قدم رکھنے کا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ۔

دیکھنا چاہے تو اس کے پاس جا اور اس سے یوں خطاب کر کہ اے علم و حکمت میں کتے اور سور کے برابر ابھی تو اسے دیکھ لے گا کہ غیظ میں جل جائے گا۔ اور غصہ میں مرنے کے قریب ہو جائے گا تو اب اس سے پوچھ کیا تیرا اعلم اللہ تعالیٰ کی طرح ہر شے کو محیط ہے اگر کہے ہاں جب تو آپ ہی کافر ہے اور اگر کہے نہیں تو اس سے کہہ کہ علم میں تیری خصوصیت کیا ہے؟ کہ بعض کا علم تو ہر کتے اور سؤر کو حاصل ہے تو کیا سبب کہ تجھے عالم کہا جاتا ہے نہ تیرے ان مانندوں کتوں اور سوروں کو اور عزت کا بھی یہی حال ہے کہ جمیع عزت تو تیرے لیے ہے نہیں اور کتے اور سؤر بھی اس کے بعض سے خالی نہیں اس لیے کہ کافر ان سے زیادہ ذلیل و خوار تر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سارے جہان سے بدتر ہیں اس وقت کم و بیش کے ایمان پر فرق لائے گا۔ چہ جائے اصلی اور طفیلی اور بخشنے اور بھیک مانگنے کا فرق اس لیے کہ کتے نے اس سے علم حاصل نہ کیا اور سؤر اس کا طفیلی نہیں بخلاف تمام جہان کے علم[1] والوں کے کہ ان کو جو کچھ ملا ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد سے ملا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا تاکہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور قصیدہ بردہ شریف میں امام بوصیری کا ارشاد سُن چکے:

"رسول اللہ تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا"

دونوں شعروں کے اخیر تک جو خطبہ میں لائے گئے۔

والحمد للہ رب العلمین۔

[1] ۔ امام عبد الوہاب کو یواقیت والجواہر فی العقائد الاکابر کے مبحث ۳۳ میں ہے اگر تم نے کہا کیا کوئی وہاں ایسا بشر ہے جو بلاواسطہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں کچھ علم پالے تو جواب وہ ہے کہ فرمایا شیخ نے باب ۱۹۱ر میں کوئی نہیں کہ دنیا میں کچھ علم حاصل کرے اور وہ محمد ﷺ کی روحانیت سے نہ ہو خواہ انبیاء، یا علماء ان کی بعثت سے اگلے یا پچھلے۔ اھ۔

میں کہوں گا سوال کے قول میں البشر اور فی الدنیا کا مفہوم مخالف نہیں کیونکہ وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے بڑے نائب خدا اور علی الاطلاق ہر شے کے بانٹنے والے ہیں۔ تو نہیں ملتی ساری کائنات میں سے کسی کو کوئی دنیا و آخرت کی نعمت، مگر ان کے دستِ مبارک سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جیسے کہ اس کی تصریح فرمائی اکابر نے اور ہم نے ان کی وہ سب تصریحات اپنی کتاب سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں نقل کیں، ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ۔

## نظر چہارم

(نظر چہارم وہابیہ کی مکاری پر تنبیہ اور مسئلہ علم غیب میں ہمارے اور ان کے مذہب کے درمیان فرق کے بیان میں)

خدا کے مخذول وہابیہ جب عاجز و ناامید ہوتے ہیں تو اپنے لیے بچاؤ ڈھونڈھتے ہیں حالانکہ بچاؤ کا وقت کہاں تو یوں کہتے ہیں کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض وقت بعض غیبوں کا علم معجزہ کے طور پر دیا مگر ہے یہ کہ وہ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا سکھائے گئے کہتے ہیں کہ تم بھی تو اسی کے قائل ہو تو اختلاف اٹھ گیا اور اتفاق حاصل ہوا۔ وہ اپنی باتوں سے یہ چاہتے ہیں کہ جاہل کو دھوکا دیں اور غافل کو شکار کریں لیکن وہ جس نے ان کی باتیں دیکھیں اور ان کی گالیاں سنیں اس پر پوشیدہ نہیں کہ سب بھوؤں میں بُری بھو وہ ہے جو جھانکے اور دبک جائے۔ کیا ولی کے وہابی نے نہ کہا؟ کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہ جانتے تھے یہاں تک خود اپنے خاتمہ کا حال اس ذلیل کو چھوڑ اور اس جیسے نیچے والے کو دھکا دے کیا اُن کے دہلوی پیشوا نے تقویۃ الایمان میں نہ کہا جو کسی نبی کے لیے غیب کی بات جاننے کا دعویٰ کرے اگرچہ ایک پیڑ کے پتوں کی گنتی اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا چاہے، یوں مانے کہ وہ اپنی ذات سے جانتے ہیں یا خدا کے بتائے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ کیا ان کے بڑے گنگوہی نے اپنی براہین میں نہ کہا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیوار پیچھے کا حال نہ جانتے تھے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا کر کے اسے خود حضور کا قول ٹھہرا دیا اور بکمال بے حیائی اس کا روایت کرنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی طرف نسبت کیا۔ حالانکہ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو اس کو اشکال کے طور پر ذکر کیا اور اس کا یہ جواب دیا کہ یہ حدیث ثابت[2] نہیں اور اس کی روایت

[2] ۔ یوں ہی امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور امام ابن حجر مکی نے افضل القری میں فرمایا کہ اس کے لیے کوئی سند معلوم نہیں۔ منقول از حسام الحرمین، مؤلفہ مصنف، غفرلہ ۱۲۔

صحیح نہیں جیسا کہ مدارج النبوۃ میں تصریح فرمائی تو کہاں یہ قول اور کہاں وہ جس پر قرآن عظیم ناطق ہے اور جس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں نص فرما رہی ہیں اور ائمہ دین سے اگلوں کی کتابیں اور پچھلوں کی تصنیفیں اس سے مملو ہیں یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب اگلوں پچھلوں کا علم جانتے ہیں اور تمام گذشتہ وآئندہ سے آگاہ ہیں اور ہر چیز ان کے لیے روشن ہو گئی اور انہوں نے پہچان لی۔ رہا ان کا کہنا کہ وہ نہیں جانتے مگر جتنا بتائے گئے یہ حق بات ہے جس سے انہوں نے باطل کا ارادہ کیا اور ایسا ہی ان کا کہنا کہ بعض مغیبات اور بعض اوقات اس لیے کہ ہمارا یہ دعویٰ نہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ کر لیا کہ یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے اور عنقریب ہم تم سے بیان کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سکھانا بذریعہ قرآن عظیم ہوا اور قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اترا اور ہر وقت نہیں اترتا تھا تو اوقات اور معلومات دونوں میں بعض ہونا صادق ہوا۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ اس بعض سے قلیل و حقیر واندک مراد لیتے ہیں یوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، اپنے کمینہ نفسوں پر قیاس کرتے ہیں جیسی کہ یہ مشرکین کی قدیم زمانہ سے عادت ہے جب کہ وہ رسولوں سے کہا کرتے تم تو نہیں ہو مگر ہم جیسے آدمی، بلکہ وہابیہ ان مشرکوں سے بھی بڑھ کر کو بددین و گمراہ ہیں اس لیے کہ مشرک جو رسولوں کو اپنے جیسا بتاتے تھے وہ ان کے اس قول کے بنا پر تھا کہ رحمٰن نے کچھ نہیں اتارا تو جب وہ نزول کتاب وحصول رسالت کا انکار کر چکے تو اب نہ رہی مگر بشریت جو ان کے زعم میں مشترک تھی اور یہ تو رسالت کے قائل ہیں اور پھر۔۔۔ بھی رسولوں کو اپنے مرتبہ میں رکھتے ہیں تو پاکی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیتا ہے اور یہ بیماری انہیں یوں پیدا ہوئی کہ ماکان ومایکون جس معنی پر ہم ذکر کر آئے ہیں انہیں بہت لگتا ہے اور ان کی بودی عقلوں کے اندازے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ان کا صحیح ہونا نہیں آتا چہ جائے دیگر انبیائے کرام اور اولیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور یہ انہیں اسی لیے بہت لگا کہ انہوں نے اللہ ہی کی قدر جیسی چاہیے نہ پہچانی اس کے حکم وقدرت کی وسعت نہ جانی اور رسولوں کو اپنی عقل کی ترازو میں تولا تو جس بات کا علم ان کے وہم میں نہ آیا اسے جھٹلا بیٹھے اور ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ روز اول سے جو کچھ ہو گزرا اور روزِ آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل جو ہم نے ذکر کی وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل رب عزوجل کا ارشاد ہے کہ اس نے بتادیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے اقول اس آیۂ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منت رکھی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اللہ نے انہیں بتادیا اور اس احسان جتانے کو ایسی بات سے ختم فرمایا[1] جو اس عظیم منت کی عظمت اور اس بڑی نعمت کی بڑائی پر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے کہ ماکان ومایکون بہ معنی مذکور جس کا ہر ہر فرد بہ تفصیل تام لوح محفوظ میں ثبت ہے یہ نہیں مگر دنیا اس لیے کہ آخرت تو قیامت کے بعد آئے گی اور دنیا و آخرت دونوں سے باہر اللہ عزوجل کی ذات وصفات ہیں جو نہ لوح محفوظ میں آسکیں نہ قلم میں اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں فرمایا کہ: ''تم کہدو کہ دنیا کی پونجی تھوڑی ہے'' تو وہ جسے اللہ تعالیٰ قلیل بتارہا ہے اس چیز سے کیا نسبت رکھے۔[2] جسے اللہ نے عظیم بتایا

---

[1] ۔ اس احسان الٰہی کا محمد ﷺ پر احسان رکھنا ہی اس منت عظیمہ کی عظمت کا کافی ثبوت ہے کہ فی الحقیقت کوئی بادشاہ اپنے بڑے امراء سلطنت پر احسان نہیں جتاتا مگر بڑی عظمت وجلالت چیز سے تو کیا ذکر شہنشاہ کے منت جتانے اور احسان رکھنے کا اس پر جو اس کا بڑے سے بڑا امیر اور نہایت عظمت والا نائب السلطنۃ ہو تو پھر اس کا کیا کہنا جبکہ اپنے امتنان کو ایسی شے سے ختم کرے جو اس کے باعظمت ہونیکی نص صریح ہو وللہ الحمد، ۱۲ منہ جدیدہ

[2] ۔ اور ملک العلماء بحر العلوم ابوالعیاش عبدالعلی محمد لکھنوی قدس سرہٗ نے حاشیہ شرح میر زاہد رسالہ قطبیہ کہ بیان تصور وتصدیق میں ہے، اس کے خطبہ میں ہمارے نبی صلی

اور اس کی شان کی بڑائی کی لہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم روز آخر سے بعد کی اشیاء تک بڑھا۔ جیسا حشر و نشر وحساب وکتاب اور وہاں جو ثواب وعقاب ہے۔ اس کی تفصیلیں یہاں تک کہ لوگ جنت و دوزخ میں اپنے اپنے ٹھکانے پہنچیں اور اس کے بعد کی اور باتیں جتنی خدا تعالیٰ نے بتانی چاہیں اور بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی ذات وصفات سے اتنا پہچانا۔ جس کی قدر خدا ہی جانے۔ جس نے یہ بخششیں اپنے مصطفےٰ کو عطا کیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ثابت ہوا کہ تمام گذشتہ وآئندہ کا علم جو لوح محفوظ میں لکھا ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے نہیں۔ مگر ایک ٹکڑا نہ کہ وہ ان کے حق بہت ٹھہرے۔ اور انہیں حاصل نہ ہو۔ اسی [1] لیے امام اجل بوصیری کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں سے نفع دے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

تمہارے وجود سے دنیا اور اس کی سوت ایک حصّہ

تمہارے علم سے لوح و قلم کے علم ایک ٹکڑا

تو امام مَن کا لفظ لائے جو بعض پر دلالت کرتا ہے اور ہر بیمار دل پر غم وغصہ کے پہاڑ ڈھائے۔ ان سے کہو کہ اپنے غصہ میں مر جاؤ۔ اللہ خوب جانتا ہے سینہ کی بات۔ علامہ علی قاری زبدہ شرح بردہ میں شعر مذکور کے تحت میں فرماتے ہیں اس مطلب کا ایضاح یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس میں ثبت کی گئیں اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا اور یہ اضافت ادنیٰ علاقے کے سبب ہے اور لوح وقلم کے علوم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حصّہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں میں بہت اقسام ہیں۔ کلیات وجزئیات وحقائق زدقائق اور عوارف معارف کہ ذات وصفات الٰہیہ سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علوم سے نہیں مگر ایک سطر اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر پھر بایں ہمہ ان کا علم حضور والا ہی کی برکت سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انتہیٰ۔ اب کھل گیا حق اور دفع ہوئے جھوٹ اور یہاں ٹوٹے میں رہے باطل والے والحمدللہ رب العالمین۔

## نظر پنجم

(نظر پنجم: مدعی کے احادیث واقوال اور آیات سے دلائل کے بیان میں)

اگر تو کہے کہ اللہ تجھ پر رحمت فرمائے جو تو نے ارشاد و اشارہ کیے میں نے اس سے مسئلہ کو قرار واقعی سمجھ لیا اور میں نے جان لیا کہ یہاں نہ شرک کی گنجایش ہے نہ گمراہی کی اس لیے کہ نہ تو ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علم سے برابری مانتے ہیں نہ غیر خدا کے لیے خود بخود حاصل ہونا جانتے ہیں اور خدا کے دیئے سے بھی بعض ہی ثابت کرتے ہیں مگر بعض اور بعض میں روشن فرق ہے جیسا آسمان وزمین میں بلکہ اس سے بھی بڑا اور زیادہ اور اللہ بہت بڑا وہابیہ [2] کا بعض تو عداوت وتحقیر کا بعض ہے اور ہمارا بعض عزت وتمکین کا بعض ہے اس کی قدر کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ جس کو اس نے عطا کیا اور اب میں یہ

---

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں فرمایا جس کی عبارت یہ ہے اور انہیں بعض وہ علوم سکھائے جن پر قلم اعلیٰ حاوی نہ ہوا اور لوح اوفی ان کا احاطہ نہ کر سکی۔ زمانہ نے روزازل سے نہ اس جیسا پیدا کیا نہ ابد تک ویسا پیدا ہو تو نہیں ہے سارے آسمانوں اور زمین میں اس کام کا کوئی جوڑ، ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ مدینہ۔

[1]۔ یہ تضمین معنیٰ قدر ۱۲، ما موصولہ ہے اور ما احتوی فہر پر عطف ہے یا نافیہ ہے جملہ پر عطف ہو کر دوسری صفت علوم کا ہے یہی بہتر ہے تانیث ضمیر کے باعث، ۱۲، منہ غفرلہ۔

[2]۔ فبعض الوہابیہ یعنی وہ بعض کہ وہابیہ (اللہ انہیں رسوا کرے) نے بکا وہ بعض کمی اور ذلّت کا ہے (بغض) رکھنے کے باعث ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فضائل کے ان سے صادر ہوا پہنچانے والا توہین شان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اور ہمارا (بعض) یعنی وہ بعض جسے ہم کہتے ہیں بحمد اللہ تعالیٰ وہ بعض، عظمت ہے۔ بڑی عظمت بڑی جلالت والا وہ بعض ہے کہ جس کی قدر کا اندازہ نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اور پھر وہ جس کو اس نے عطا کیا کیونکہ سارا ماکان ومایکون (جو ہوا اور جو ہوگا) صرف ایک بوند ہے اس عظیم بعض کی جو صادر ہوا نہایت جلالت والی عزت سے ہمارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ الٰہی میں اونچے سے اونچا مقام اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے انہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مقامات بلند وبالا میں۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

چاہتا ہوں کہ قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ سلف و خلف سے اس پر کچھ دلیلیں سنوں جیسا کہ گزری ہوئی تقریروں میں تو نے اس کا مجھے مشتاق بنادیا۔ میں کہوں گا اے بر اور اللہ ہم پر اور تجھ پر رحم فرمائے میں نے تو تجھے ان باتوں کی طرف ایمان کر دیا جو اہل عقل کو بس ہیں اور اگر تو جھلکتے دریا چمکتے چاند چاہے تو میری کتاب "مالی الحبیب بعلوم الغیب"(۱۳۱۸ھ) اور "اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون" (۱۳۱۸ھ) دیکھا اور تیری آنکھوں کے سامنے موجود ہے میرا رسالہ "انباء المصطفیٰ بحال سرواخفی" اور اگر تو اپنی تمنا پوری ہوئے بغیر نہ مانے تو تجھے کافی ہے صحیح بخاری کی حدیث امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا: "ایک بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش سے یہاں تک کہ جنت والے جنّت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے سب احوال کی ہمیں خبر دیدی" اور صحیح مسلم کی حدیث عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صبح سے غروب تک خطبہ فرمانا مذکور ہے اس میں یہ لفظ ہیں، تو جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دیدی، تام میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا ایک بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور ﷺ نے وقت قیام سے روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا کچھ نہ چھوڑا سب بیان فرمادیا اور ترمذی کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ "میں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا" بخاری ترمذی اور ابن خزیمہ اور ان کے بعد کے ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی نیز ترمذی کی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جان لیا" اور دوسری روایت میں ہے جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے سب مجھے معلوم ہوگیا اور مسند امام احمد اور طبقات ابن سعد اور معجم کبیر طبرانی کی حدیث بہ سند صحیح ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابو یعلیٰ اور ابن منیع اور طبرانی کی حدیث ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دونوں صاحبوں نے فرمایا کہ "رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں جس کا علم حضور ﷺ نے ہم سے ذکر نہ فرمایا ہو" اور صحیحین سورج گرہن کی حدیث میں ہے "جو کوئی چیز میرے دیکھنے میں[1] نہ آئی تھی وہ سب میں نے اپنے اس مقام میں دیکھ لی۔"

یا حدیث[2] کے جس طرح لفظ ہوں اور ہم یہ حدیث تم

---

[1]۔ امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری کتاب العلم میں فرمایا یعنی اسے شے میں سے جس کی رویت عقلاً صحیح ہے۔ جیسے رویت باری تعالیٰ اور لائق ہے عرفاً یعنی وہ جس کا تعلق مر دین وغیرہ سے ہو، اھ۔ اور گویا کہ وہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشارہ فرماتے ہیں استثنائے عوارف کی طرف اقول لیکن تخصیص عرفی یالمق کے ساتھ لائق رویت عرفیہ ہے اور عرف تو عرفیہ ہی میں ہے رہی کشفیہ تو یہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں جب انہیں ان کے رب نے دکھائے آسمان وزمین کے ملک تو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ زنا کر رہا ہے۔

پھر دوسرے پھر تیسرے کو دیکھا کہ زنا کر رہا ہے۔ اسے روایت کیا عبد بن الحمید اور ابوالشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عطاء سے اور سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ و ابن المنذ وابوالشیخ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ساتھ شخص یکے بعد دیگرے ایک فاحشہ سے (منہ کالا کرتے) دیکھے اسے روایت کیا عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے علامہ قسطلانی نے دوبارہ کسوف باب صلاۃ النساء مع الرجال میں فرمایا (فرمایا کہ کوئی شے) اشیاء سے ایسی نہیں (کہ یقیناً جسے میں نے نہ دیکھا تھا مگر میں نے قطعاً اسے دیکھ لیا) برویت چشم، اھ۔ تو یہ لفظ کا اس کے عموم پر جاری کرنا ہے اور یہی صحیح اور کدورت سے صاف ہے، ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ

[2]۔ میں نے یہ اس سے زیادہ کہا کہ فقیر نے یہ کتاب مکہ معظمہ میں دو دن کے آٹھ گھنٹے میں تصنیف کی علاوہ نظر سادس کے کہ بعد کو زائد کی گئی اور اس وقت میرے پاس کوئی کتاب نہ تھی، جیسا کہ میں نے خطبہ میں تحریر کیا تو مجھے اس لفظ میں جو "الا سے پہلے ہے" تردود واقع ہوا۔ آیا وہ رایتہ ہے یا اریتہ تو ان میں سے میں نے ایک ذکر کر دیا اور کہہ دیا یا جیسے انہوں

سے پہلے ذکر کر چکے بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو اٹھالیا تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو اور ان کے سوا اور حدیثیں جن کا شمار کثیر ہے اور ان کے بیان کا سلسلہ طویل اور سرداروں اور اماموں اور پیشوا عالموں کے اقوال سے تجھے کافی ہے قصیدہ بردہ شریف کا وہ قول:ع

"تمہارے علم سے لوح و قلم کے علم ایک ٹکڑا"

مع اس توضیح کے جو علامہ علی قاری سے گذری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا۔ فرماتے ہیں یہ ارشاد عبارت ہے تمام علوم کلی اور جزئی کے حاصل ہونے اور ان کو احاطہ فرمالینے سے اور علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ و منح محمدیہ شرح حدیث ابوذر اور ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس میں ذکر تھا کہ زمین آسمان کے درمیان جو پرندہ پر مارتا ہے نبی کریم ﷺ نے اس کے حال سے خبر دیدی فرماتے ہیں یہ اس بات کی تمثیل کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شے بیان فرمادی کبھی مفصل اور کبھی مجمل۔ امام احمد قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے زیادہ پر اطلاع بخشی اور حضور پر تمام اگلوں پچھلوں کے علم القا فرمائے اور امام بوصیری فرماتے ہیں:

"محیط جملہ عالم علم و حلم مصطفائی ہے"

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القراء ام القریٰ میں فرماتے ہیں یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو منارے جہاں کا علم دیا تو حضور نے تمام اگلوں پچھلوں کا علم اور جو کچھ ہو گزرا ہے اور ہونے والا ہے سب جان لیا اور نسیم الریاض میں ہے کہ

تمام مخلوقات آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے قیام قیامت تک سب نبی کریم[1] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی گئیں تو حضور ﷺ نے ان سب کو پہچان لیا، جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے گئے اور امام قاضی پھر علامہ قاری پھر علامہ منادی نے تیسیر شرح جامع صغیر امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں فرمایا۔ پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسا سامنے ہو رہا ہے اور امام ابن حجر مکی نے مدخل اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا کہ بے شک ہمارے علمائے رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور ﷺ پر ایسا روشن جس میں کچھ پوشیدگی نہیں انتہیٰ اور بے شک رب العزت تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر، شفاء شریف میں جو یہ مسئلہ لکھا کہ جب خالی گھروں میں جاؤ جن میں کوئی نہ ہو تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو، علامہ علی قاری اس کی شرح میں اس مسئلہ کی وجہ یہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھر میں تشریف فرما ہے اور شیخ عبدالحق بخاری دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں دنیا میں آدم علیہ السلام سے لے کر صور پھکنے تک جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا یہاں تک کہ اوّل سے آخر تک تمام احوال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جان لیے نیز اسی میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے کام اور احکام اور صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر

---

نے فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر جب میں اپنے وطن واپس آیا اور مطالعہ کتب کا اتفاق ٹھہرا تو میں نے صحیح مسلم میں دونوں جگہ پہلا لفظ بزیادتی لفظ قد پایا یعنی الا قادرایتہ اور صحیح بخاری میں متفرق الفاظ سے اور انہیں میں سے ہے جو کتاب میں تحریر ہوا۔ ۱۲، منہ غفرلہ جدیدہ۔

[1]۔ اس کا شروع یہ ہے کہ ذکر کیا علامہ عراقی نے شرح مہذب میں کہ ان پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیش کی گئی۔ الخ، ۱۲ منہ غفرلہٗ جدیدہ۔

وباطن و اول وآخر کا احاطہ فرمالیا اور حضور ﷺ اس آیت کے مصداق ہوئے کہ ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے ان پر سب سے افضل درود اور سب سے تمام وکامل تر سلام انتہٰی۔

اقول یہ آیت عام ہے جس میں سے کسی شے کی تخصیص نہیں تو اگر تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا تمام جہاں میں جس کی طرف نظر کرے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر علم والے سے بلند وبالا علم والے ہیں اور جب تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کرے تو اللہ وہ علم والا ہے جس سے اوپر کوئی علم والا نہیں اور ذی علم کا اطلاق اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر نہیں [1] ہو سکتا کہ تنکیر بعضیت پر دلالت کرتی ہے تو تخصیص کی کچھ حاجت نہیں اور شاہ ولی اللہ دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں مجھ پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ پاک سے اس کا فیضان ہوا کہ بندہ کیونکر اپنے مقام سے مقام قدس تک ترقی کرتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصہ معراج خواب میں اس مقام سے خبر دی ہے انتہٰی۔ رہیں آیتیں اس میں سے کچھ گذریں اور ان سے استدلال کا قدرے طریقہ مذکور ہوا اور میں کہتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔

یہ ہے ہمارے رب کا کلام فیصلہ کی بات اور عدالت والا حاکم فرماتا ہے اور اس کا فرمانا حق ہے ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان اور فرماتا ہے قرآن بناوت کی بات نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شئے کی تفصیل ہے اور فرماتا ہے ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہیں رکھی تو قرآنِ عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کسی قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان [2] کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی باقی نہ رکھے کہ زیارت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لیے ایک تو بیان کرنے والا چاہیے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور دوسرا وہ جس کے لیے بیان کیا جائے اور وہ، وہ ہیں جن پر قرآن اترا ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اہلِ سنّت کے نزدیک شے ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہوگئے۔ فرش سے عرش تک اور شرق سے غرب تک ذاتیں اور حالتیں اور حرکات اور سکنات اور پلک کی جنبشیں اور نگاہیں اور دلوں کے خطرے اور ارادے اور ان کے سوا جو کچھ ہے اور انہیں موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے۔ تو ضرور ہے کہ قرآن عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم

---

[1]۔ یہ میں نے کہا تھا جو میرے ایمان نے میرے رب کے ساتھ سکھایا، پھر میں نے علامہ بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات میں دیکھا انہوں نے فرمایا استاد ابو النصر بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا بلا شبہہ ہم اللہ تعالیٰ کو تنکیر کے ساتھ ذو علم نہ کہیں گے ذوا لعلم ہی کہیں گے الف لام تعریف کے ساتھ جیسے کہ ہم ذوالجلال واکرام نکرہ نہ کہیں گے اھ اور میں نے اس پر بسط کے ساتھ کلام کیا اور یہ کہ کہاں تنکیر ممنوع ہے اور کہا ممنوع نہیں جیسے ذو مغفرۃ اور ذو رحمۃ اور ان کے ماسوا اور یہ کہ ذو فضل علی الناس کہا جائے گا اور ذو فضل نہ کہا جائے گا، مع بیان وجوہ اپنے رسالہ میں کہ اسماء حسنیٰ کے ذکر میں ہے، ۱۲ منہ غفرلہ جدیدہ۔

[2]۔ بعض معاصرین نے کہا کہ مراد بیان واضح سے ذکر کئے ہوئے قضایا کی بہتانیت ہے تو مراد مبالغہ ہے باعتبار کمیت کے نا باعتبار کیفیت اور کہا کہ اس کی نظیر ان کا قول ہے کہ فلاں اپنے غلام کے لیے ظالم ہے اور اپنے غلاموں کے لیے ظلام ہے اور اسی پر محمول کیا۔ بعض نے آیہ کریمہ و بارک بظلام للعبید کو اقول تیری جان کی قسم یہ تاویل نہیں۔ شدید تحویل ہے قرآن عظیم کے معنی الٹ پلٹ کر دینا اور ظلام للعبید پر قیاس مردود بعید کیونکہ تبیان کی اضافت ہر ہر فرد کی جانب سے اگرچہ وہ احکام دینی ہی میں سے ہوں، بر بنائے زعم تخصیص تو وہ کثرت حاصل نہ کرے گا متعلقات کی کثرت سے جیسے ظلم نے ظلام للعبید میں حاصۂ کر لی کثیرین کے تعلق سے تو ما نحن فیہ ظلام للعبید جیسا نہیں بلکہ یوں کہئے جانے کی مثل ہے۔ کہ ظلام لکل منہم اور اس میں اس مزعوم کی گنجائش نہیں جیسا کہ مخفی نہیں پھر جب بیان میں مبالغہ کا تعلق فرداً فرداً ہر ایک سے ہوا تو کم وکیف کا فرق مفید نہ ہوا اور کیسے ہو حالانکہ ہر شے یا ہر حکم دینی جب اس سے بیانات کثیرہ کا تعلق ہو تو لازم کر دے گا۔

اس کے لیے نہایت ایضاح کو اور یہی مقصود ہے۔ پھر علاوہ بریں ایک اور بات تھی جس کی طرف اس کا ذہن رسانہ ہوا اور نہ اسے ہر گز پسند کرتا وہ یہ کہ اس صورت عیاذً باللہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ پر افترا کی طرف رجوع کر جائے گا، کہ اس نے قرآن عظیم میں بار بار اس لیے بیان کیا تا کہ بیان کو کثرت کمی عارضی ہو جائے۔ اور یہ آنکھوں دیکھے صریح غلط۔ پھر یہ مراد باطل ہونے کے ساتھ اصلا کسی روایت میں نہیں، اور نہیں ہے اعتبار اس ذلّت کا جو قریب میں پیدا ہوئی تو یوں حکم کرنا کہ اللہ کی یہی مراد ہے وہی تفسیر بالرائے اور وہی ہر حکم سے ممنوع ہے اللہ تعالیٰ پر اس کی شہادت ہے کہ اس نے اس لفظ سے یہی مراد لیے۔ باوجودیکہ بطلان پر دلیل قام ہے۔ کجا دلیل ظنی کا بھی اس کے صحت پر قائم نہ ہونا بجائے قیام دلیل قطعی کے تو اسے چاہیے کہ اسی مصداق قول امام ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ سے سخت سے سخت تر بتائے لیکن ہم سوال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے سب اپنوں کے لیے بخشش وعافیت کا۔ ۱۲ منہ غفرلہ (دیکھوان کا رسالہ، ص۵)

اسی حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا کیا لکھا ہوا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ اور فرماتا ہے ہر چیز ہم نے ایک روشن پیشوا میں گن دی ہے اور فرماتا ہے، زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر وخشک، مگر ایک روشن کتاب میں ہے اور بے شک صحیح حدیثیں بیان فرمار ہی ہیں کہ روز اول سے آخر تک جو کچھ ہوا، اور جو کچھ ہوگا سب لوح محفوظ میں لکھا ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ جنّت و دوزخ والے اپنے اپنے ٹھکانے میں جائیں اور وہ جو ایک حدیث میں فرمایا کہ ابد تک کا سب حال اس میں لکھا ہے اس سے بھی یہی مراد ہے اس لیے کہ کبھی ابد بولتے ہیں اور اس سے آئندہ کی مدت طویل مراد لیتے ہیں جیسا کہ بیضاوی میں ہے ورنہ غیر متناہی چیز کی تفصیلیں [1] متناہی چیز نہیں اٹھا سکتی جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور اسی کو ماکان ومایکون کہتے ہیں۔ اور بے شک علم اصول میں بیان کر دیا گیا کہ نکرہ مقام نفی میں عام [2] ہوتا ہے تو

---

[1]۔ دیکھو یہ صریح تصریح اور اس سے صحیح تر وہ کہ نظر اول میں گذر چکی۔ عرش و فرش دو گھیر نے والی حدیں ہیں اور پہلے دن سے پچھلے دن تک دو دوسری حدیں ہیں اور جو گھرا ہو وہ گھیر نے والوں میں وہ متناہی ہوگا تو اگر تجھے تعجب ہو تو تعجب ان پر کر جنھوں نے اس پر دو وجہ سے یورش کی ایک (ص ۱۰ و ۱۱) یہ کہ قرآن باعتبار الفاظ متناہی ہے ہو نہیں سکتا کہ غیر متناہی کو محیط ہو الخ، اور تم خود دیکھ رہے ہو کہ یہ رو ہے ایک وہم کا، جس کا انہوں نے تخلیل کیا، بلکہ اپنی گھڑی ہوئی خود ساختہ تصویر کا، دوسرے زعم کیا کہ قرآن مجید اگر غیر متناہی بالفعل پر تفصیلاً نص نہ فرماتا تو اس میں غیوب خمسہ یقینی طور پر داخل نہ ہوتے الخ، اور تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا مقصود ماکان ومایکون کا احاطہ ہے جو تحریر ہے لوح محفوظ میں ہے وہ متناہی چیز ہے اور آیات نے دلالت کی، وپر محیط ہونے بیان اور تفصیل کے واسطے ہر موجود کے نوعیت نزول اور وہ قطعاً اسی میں سے ہے تو کس لیے اس کا شمول غیر متناہی بالفصل کے شمول پر موقوف ہوگا وہ اپنے آپ بھی غیر متناہی ہے۔ آیات کی دلالت اشیاء مبہمہ غیر معینہ پر ہے۔ غیر متناہی میں سے تو علم ان کے دخول کا نہ ہوگا۔ جب تک غیر متناہی کا تفصیل وار بیان نہ ہووے اور اپنی جان کی قسم یہ محتاج بیان نہ تھا، لیکن کم فہمی سے اللہ کی پناہ۔ ۱۲ منہ حفظ غفرلہٗ جدیدہ۔

[2]۔ اقول خلاف ہم پر مخفی نہیں لیکن جب اللہ کی نہر آئی تو نہر معقل باطل ہو گئی اور سخت تصور نظر ادعائے اتفاق ہے۔ تخصیص پر تو یہ اس کی بات ہے جس نے ایک چیز یاد رکھی اور بہت سی اس سے غائب ہو گئیں۔ امام جلیل القدر سمین نے اپنی تفصیر میں پھر علامہ جمل نے فتوحات الٰہیہ میں زیر آیۃ کریمہ مافرطنافی الکتب من شئی۔ فرمایا جس کی عبارت یہ ہے کتاب سے مراد میں مفسرین مختلف ہوئے کسی نے لوح محفوظ کہا اور اس قول پر عموم ظاہر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ماکان ومایکون جو ہوا اور جو ہوگا، سب تحریر فرمایا اور کسی نے قرآن کہا تو کیا اس قول پر عموم باقی ہے بعض نے کہا ہاں اور بلاشبہ جمیع اشیاء قرآن کریم میں مکتوب ہیں یا صراحتاً یا اشارۃ اور بعض نے کہا مراد خصوص ہے اور شے سے مراد مکلفون کو جس کی حاجت ہو، اھ، اور تفسیر خازن کے لفظ یہ ہیں کہ مراد کتاب سے قرآن ہے یعنی یہ کہ قرآن عظیم جمیع احوال پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تفصیل الکتاب لاریب فیہ۔ جلالین میں فرمایا کتاب کی تفصیل بیان روشن ہے اس کا جسے اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا۔ احکام وغیرہ احکام سے جمل میں کہا قولہ لیبین ماکتب اللہ تعالیٰ یعنی لوح محفوظ میں۔ اھ

اور روایت کیا ابن جریر وابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی یہ کتاب ہر شے کا روشن بیان اور جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا، اس میں سے ہمیں اتنے حصہ کا علم ہوا جس کا بیان فرمادیا پھر یہ آیت تلاوت کی ونزلینا علیك الکتب تبیانا لکل شئی، اور سعید بن منصور نے اپنی سنن اور ابن شیبہ نے اپنی مصنف عبد اللہ بن امام احمد اپنے باپ کی کتاب الزہد کے زوائد میں اور ابن ضریس نے فضائل القرآن اور ابن نصر مروزی نے اپنی کتاب فی کتاب اللہ میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں انہیں سے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا تو چاہے کہ تفتیش کرے قرآن سے کہ اس میں سب اگلے پچھلوں کے علم ہیں اور ان کے ارشاد میں فلیثور میں کیا ہی رد ہے ان اندھوں کا جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن میں تھوڑے سے حروف ہی چند اوراق میں دیکھتے ہیں وہ کہاں ماکان ومایکون کے حامل ہونے کے قابل ہے اور اپنی جان کی قسم ان حد سے گزر جانے والے معترضوں کا کہنا ویسا ہی ہے جیسے ان سے پیشتر مشرکین کا کہنا کیف یسع العلمین الہ واحد کیسے وسعت رکھے گا۔ سارے جہانوں کی ایک خدا، اور بحمد اللہ تعالیٰ میں نے اوہام دور کرنے اور جلد سمجھ میں آجانے کے لیے یہ بیان کر دیا ہے اپنے رسالہ ابناء الحی ان کلامہ المصون تبیانا لکل شئی ۱۳۲۶ھ میں تجھے بسھے۔ وہ جو علامہ علی قاری نے مرقاۃ میں نقل کیا کہا کہ بعض علماء نے فرمایا ہر آیت کے لیے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے مروی ہے کہ اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹ تفسیر قرآن کریم سے بھر دوں تو ایسا کر دوں اور علامہ ابراہیم بیجوری نے شرح بردہ کے ابتداء میں الفاظ یہ ہر آیت کے ساٹھ ہزار مفہوم ہیں اور جو مفاہیم باقی رہے وہ بہت زائد ہیں اور ان کے الفاظ اثر امیر المومنین میں یہ ہیں کہ اگر میں چاہوں تو تفسیر فاتحہ سے ستر اونٹ بھر دوں، اھ۔ اور یواقیت والجواہر مولفہ سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی میں امام اجل ابوتراب نجشی سے ہے کہاں ہیں منکرین قول مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اگر میں تم سے تفسیر فاتحہ بیان کروں تو تمہارے لیے ستر اونٹ بار آور کر دوں، اھ۔ اور علامہ عثماوی کی شرح صلاۃ سیدی احمد کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے۔ ہمارے سردار عمر محضار سے مروی اگر میں چاہوں کہ تمہیں زبانی بتا کر لکھادوں کچھ تفسیر ماننسخ من ایۃ کی تو لد جائیں ایک لاکھ اونٹ اور اس کی تفسیر ختم نہ ہو تو یقیناً میں ایسا کر دوں اور اسی میں خلیفہ ابوالفضل کے گھرانے کے بعض اولیاء سے ہے کہ ہم نے قرآن کریم کے ہر حرف کے تحت میں چالیس کروڑ معانی پائے اور اس کے ہر حرف کے ایک مقام میں جو معانی ہیں وہ ان معانی کے سوا ہیں جو دوسرے مقام میں ہیں اور فرمایا کہ ہمارے سردار علی خواص نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا سورۃ فاتحہ کے معنی پر تو مجھے ان سے ایک لاکھ چالیس ہزار نوسونوے علم منکشف ہوئے، اور زرقانی میں مواہب لدنیہ سے علامہ غزالی نے اپنی کتاب میں دربارہ علم لدنی قول مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے ذکر فرمایا اگر لپیٹ دیا جائے میرے لیے تکیہ تو میں بسم اللہ کی بے کی تفسیر میں ستر اونٹ بھر دوں، اھ۔ اور امام شعرانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے میرے بھائی افضل الدین نے سورہ فاتحہ سے دولاکھ سینتالیس ہزار نوسوننانوے علم استخراج کیے پھر ان سب کو بسم

اللہ کی طرف راجع کر دیا۔ پھر بائے بسم اللہ کی جانب پھر اس نقطہ کی طرف جو بے کے نیچے ہے اور وہ فرماتے تھے کہ ہمارے نزدیک مقام معرفت قرآن میں مرد کامل نہیں ہوتا تا آنکہ استنباط اور اس کے تمام احکام کا اور مذاہب مجتہدین کا حروف ہجا کے جس حرف سے چاہے کرے، اھ۔ فرمایا کہ اس میں ان کی تائید قول سیدنا امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو اسی اونٹ اس نقطہ کے علم سے جو بائے بسم اللہ کے نیچے ہے بھر دوں۔

اقول: اور ایسے ہی اقوال سے کھل جاتی ہے حقیقت ارشاد سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کہ اگر گم ہو جائیں میرے اونٹ دھنگنا تو میں یقیناً اسے کتاب اللہ سے پالوں۔ ابو الفضل مرسی نے ان سے اسے روایت کیا جیسا کہ تفسیر اتقان میں ہے کہ کوتاہ دستی دکم مائیگی ہی نہیں، بلکہ بد ظنی سے اس کی تحویل و تبدیل ہے اس جانب کہ معنی یہ ہیں کہ البتہ قرآن میں وہ ہے جو اس کے پانے کی راہ بتائے اور یہ امام جلیل القدر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ تفسیر اتقان کی تینتالیسویں نوع میں فرمارہے ہیں۔ امام ابو محمد مفسر جوینی نے کہا استنباط کیا، بعض ائمہ نے آیہ کریمہ الم غلبت الروم سے یہ کہ بیت المقدس کو مسلمان ۵۸۳ھ میں فتح کریں گے اور انہوں نے جیسا کہا ویسا ہی ہوا۔ اھ، میں کہتا ہوں ۵۸۳ھ میں بیت المقدس کا فتح ہونا معلوم ہے اور مورخین نے اسی سند میں اس کا ذکر کیا جیسے تاریخ کامل میں ابن اثیر نے۔ لیکن جونی کا انتقال اس کی فتح سے ڈیڑھ سو برس کے قریب پیشتر ہے، کجاوہ امام جن سے جوینی نے اس استخراج کی حکایت کی۔ ابن خلکان نے کہا ابو محمد جوینی نے ذی القعدہ ۴۳۸ھ میں وفات پائی۔ علامہ سمعانی نے کتاب الذیل میں ایسا ہی کیا اور نسبت ۴۳۴ھ میں بمقام نیساپور لکھا، اھ۔ تو جملہ ووقع "کما قال" (جیسا کہا ویسہ ہی ہوا) کلام امام سیوطی ہے نہ امام جوینی، اللہ تعالیٰ دونوں کو عزیق رحمت فرمائے تو پاکی ہے اسے جس نے اس امت مرحومہ کو عزت و کرامت بخشی اس کے نبی کے صدقہ میں اللہ کا درود ان پر اور ان کی ساری امت پر اور اس کی برکت اور سلام اور اپنی جان کی قسم اگر ان لوگوں سے کہا جائے بتاؤ یہ کیسے نکالا آیہ کریمہ الم غلبت الروم سے تو ضرور بکّے بکّے حیران رہ جائیں اور کچھ جو اب نہ دے سکیں تو ہم کیسے حکم لگادیں جہالت سے جرالامہ واستاذامت، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جس کے لیے اور یہ کہ عام افادۂ استغراق میں یقینی ہے اور یہ کہ نصوص کو ظاہر پر حمل کرنا واجب، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی الٰہی اسے اپنی کتاب کا علم دے اور روایت کیا ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں امام ابو بکر ابن مجاہد سے فرمایا۔ نہیں ہے کوئی چیز عالم میں مگر یہ کہ وہ کتاب اللہ میں ہے، اھ۔ اور طبقات کبریٰ ذکر حالات سید ابراہیم وسوتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے فرمایا کرتے اگر حق تعالیٰ تمہارے دلوں کے قفل کھول دے تو تم ضرور مطلع ہو جاؤ اس پر جو قرآن میں عجائب اور حکمتیں اور معانی اور علوم ہیں اور بے پرواہو جاؤ اس کے ماسوا میں نظر کرنے سے کہ صفحات ہستی میں جو کچھ مرقوم ہے وہ سب اس میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے کتاب میں کچھ اور اٹھا نہ رکھا، اھ۔ اور روایت کی ابن جابر و ابن ابی حاتم نے اپنی تفاسیر میں عبد الرحمٰن بن زید ابن اسلم امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد شدہ غلام سے تفسیر آیہ کریمہ مافرطنافی الکتٰب من شئی میں فرمایا ہم کتاب سے غافل نہ ہوں گے کوئی شے ایسی نہیں کہ اس کتاب میں نہ ہو اور روایت کی دیلمی نے مسند الفردوس میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ ارشاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علم اولین و آخرین چاہے تو علم قرآن میں تفتیش کرے اور پہلے ہم نے اسے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا تو اسی سے ہم نے ابتدا کی اور اسی پر انتہا اور بلاشبہ آپ پر ظاہر ہو گیا دعویٰ اتفاق تخصیص کا باطل ہونا، رہا یہ کہ تم اگر مطلع خلاف پر ہو اور جب کوئی قول تم پر قرأت کیا جائے اور وہ تمہاری خواہش کے موافق نہ ہو اور اسے اپنے اوپر جھکتا دیکھو تو اسے حتیٰ الوسع تم دفع کرتے ہو اور ہر عموم کو خصوص کی جانب پلٹتے ہو اور عموم تسلیم

جائز نہیں کہ اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز بیان سے چھوڑ دی ہو اور کل کا لفظ تو عموم پر ہر نص سے زیادہ نص ہے تو روا نہیں کہ بیان روشن اور تفصیل سے کوئی چیز چھوٹ گئی ہو۔ ۔۔۔۔ جب تک کوئی صحیح دلیل اس کو نہ پھیرے اور یہ کہ جب تک کوئی دلیل مجبور نہ کرے تخصیص تاویل بات کا بدلنا اور پھیرنا ہے ورنہ شرع جلیل سے امان اٹھ جائے اور یہ کہ حدیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ صحت پر ہو عموم وآن کی تخصیص نہیں کر سکتی بلکہ اس کے سامنے مضمحل ہو جائے گی پھر حدیث کے نیچے اور کسی قیل و قال کی کیا گنتی ہے اور یہ کہ جو تخصیص کلام سے جدا ہو وہ اس کا نسخ ہے اور خبر قابل نسخ نہیں اور یہ کہ تخصیص عقلی عام کو اس کی قطعیت سے نہیں اتارتی اور یہ کہ جو چیز تخصیص عقلی کے سبب عام کے کلیہ سے نکل جائے اسے سند بنا کر کسی ظنی دلیل سے تخصیص نہیں کر سکتے تو اب بحمد اللہ تعالیٰ تحقیق کے کہ عرش نے اس پر قرار پکڑا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام ماکان ومایکون کو جانتے [1] ہیں اور جبکہ تمہیں معلوم ہو لیا کہ نبی کریم صلی اللہ

---

کر کے کہہ دیتے ہو کہ اس کا خصوص پر حمل واجب ہے تو یہ ہے، خواہش نفس کا حکم اور نصوص کے ساتھ ظلم اور جو یہ روا ہو تو عموم اور خصوص میں اصلا کوئی خلاف باقی نہ رہے۔ جیسا کہ مخفی نہیں اور اللہ ہی ہدایت فرمانے والا ہے۔ ۱۲ منہ مدینہ۔

ے۔ قطعیت کلامی وقطعیت اصولی یعنی اصول فقہ میں فرق ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ قطعیت عام اجتہادی ہے تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ نہیں تو کسی حنفی کا استدلال عموم قرآنی سے اور اس کے مذہب میں اس حکم کا قطعی ہونا نہ مراد الٰہی پر جزماً کوئی حکم لگاتا ہے اور نہ دائرۂ تاویل سے خروج کرتا ہے جیسا کہ پوشیدہ نہیں ذی عقل عالم پر۔ ۱۲ منہ غفرلہ مدینہ

[1] ۔ بعض علماء مدینہ کریمہ نے بطور معارضہ ارشاد الٰہی (تفصیلا لکل شئی کہ کہ دربارۂ توریت مقدس ہے پیش کیا تو میں نے کہا کیا کوئی دلیل توریت میں تخصیص پر قائم ہے یا نہیں شق ثانی پر انکار کی کیا وجہ اور شق اول پر قیام کی دلیل دربارۂ حضرت کلیم جلیل کیونکر ہو گا قیام دلیل۔ دربارۂ محبوب جمیل علیہم الصلوٰۃ والتسلیم مع التکریم والتحییں اور تخصیص کسی لفظ کی ایک مقام پر لازم نہیں کرتی دوسرے مقام میں بلا دلیل تو سکوت کیا اور کوئی بات نہ کہہ سکے اور میں اب کہتا ہوں کہ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا کہ جب موسیٰ نے الواح کو ڈال دیا تو ہدایت ورحمت رہ گئی اور تفصیل اٹھ گئی اور ابو معبد وابن منذر نے ان سے روایت کی کہ سعید ابن جبیر نے کہا کہ الواح توریت زمرد کی تھیں تو حضرت موسیٰ نے جب انہیں ڈال دیا تفصیل اٹھ گئی اور ہدایت ورحمت باقی رہ گئی اور یہ آیت کی: "وکتبنالہ فی الالواح من کل شئی موعظۃ وتفصیلا لکل شئی" اور ہم نے الواح میں ہر شے لکھ دی نصیحت کے لیے اور تفصیل

تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شے کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اُترا بلکہ تقریباً تئیس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان کا ذکر تم سے نہ کیا اور منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ تم انہیں نہیں جانتے یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا۔ یہاں تک کہ وحی اتری اور علم لائی تو یہ نہ ان آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطہ علم کا نافی جیسا کہ اہلِ انصاف پر مخفی نہیں تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار علم میں جتنی قصّوں اور روایوں سے وہابی سند لاتے ہیں تو اگر اس قصہ کی تاریخ نہ معلوم ہو جب تو اس سے سند لانا احمق کی جہالت اور جاہل کی حماقت ہے۔ اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ قصّہ تمامی نزول قرآن سے پہلے کا ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی تاریخ تمام نزول سے پہلے کی ہے تو اس سے سند لانا خار دار درخت کو ہاتھ سے سوتنا ہے بلکہ نرا جنون ہے، جنون رنگ برنگ کا ہوتا ہے اور اگر تاریخ بعد کی ہو اور وہ مدعائے مدلول میں نص نہیں تو متدل احمق ہے اور دلیل واہی اور میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں اور اسی کی وجہ کریم کے لیے سب سے بڑی حمد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم گھٹانے

میں وہابیہ جتنی چیزوں سے سند لائے ہیں وہ ان صورتوں سے باہر نہیں اور بفرض غلط اگر ہم مان[1] بھی لیں کہ یہاں کوئی ایسی روایت پائی جائے جس کی تاریخ معلوم ہو کہ تمامی نزول قرآن کے بعد ہے وہ یقینی طور پر بتاتی ہو کہ اس وقت تک بعض اشیاء کا اصلا علم حاصل ہی نہ ہوا تو ہمیں کفایت کرتا ہے ایک ہی جواب جامع کامل نافع جو سب چہ می گوئیوں کو دور کرتا اور جڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے جو تمام وقائع میں شافی وکافی ہے کہ اخبار وحاوجب کہ آیت کے معارض ہوں اور تاویل کی کوئی راہ نہ رہے تو وہ کچھ کام نہ دیں گی اور نہ سنی جائیں گی اور کچھ نفع و فائدہ نہ دیں گی اور اگر میں یہاں کتب اصول میں آئمہ کے نصوص ذکر کروں تو اس سے بہتر اور زیادہ جمتی ہوئی بات یہ ہے کہ اسی کی گواہی پیش کروں جو آج ہندوستان میں وہابیہ کا پیشوا ہے یعنی رشید احمد گنگوہی کہ اس نے اپنی کتاب میں جو اسے مقبول اور اس کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے خود اس مسئلہ میں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے غیبوں کا علم عطا کیا اسے باب عقائد نہ بابِ فضائل سے ٹھہرا کر لکھا جس کی عبارت یہ ہے عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت بھی یہاں نصوص نہیں لہٰذا اس کا اثبات اس وقت قابلِ التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا۔ احاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول

---

واسطے ہر شے کے اور یہ آیت پڑھی ”واما سکت عن موسیٰ الغضب اخذ الالواح وفی نسختها هدی ورحمة“ اور جب خاموش ہو گیا موسیٰ کا غصہ لے لیں الواح اور اس کے نسخہ میں ہدایت ورحمت ہے اور کہا کہ یہاں تفصیل کا ذکر نہ کیا پس سرے سے شبہ منقطع ہو گیا۔ منہ غفرلہ مدینہ۔

[1] ۔ وہابیہ کی جہالتوں سے ایک جہالت ہے کہ یہاں حدیث شفاعت ”تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ حمد وثنا کروں گا جو وہ مجھے تعلیم فرمائے گا“۔ استدلال کرتے ہیں کہ اس کی حمد وثنا اس کے اوصاف جمیلہ سے ہو گی تو حدیث نے افادہ فرمایا کہ حضور پر اس وقت وہ صفات الٰہی منکشف ہونگی جنہیں وہ اب تک نہیں جانتے تھے اور اسے محل نزاع سے کچھ لگاؤ نہیں کیونکہ ہم تمہیں آگاہ کر چکے کہ حضور کا علم ذات وصفات کو محیط نہیں اور نہ اس میں اصلا کسی چیز کا کبھی احاطہ ہو سکے کہ متناہی کا لامتناہی کو گھیر لینا محال ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم جدیدہ تا ابد الآباد ذات وصفات الٰہی کے متعلق زائد ہوتے رہیں گے اور کنہ الٰہی تک کبھی نہ پہنچیں گے اور کبھی محیط نہ ہوں گے کہ حاصل ہمیشہ متناہی اور باقی ہمیشہ نامتناہی تو اس میں نہ ہمارے دعویٰ کے خلاف نہ احاطۂ حقیقت الٰہی الٰہی واوصاف لیکن نافہمی سے جو چاہے بکے لاف وگزاف۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

میں مبرہن ہے۔ تو حال کھل گیا اور حق سے ہر اشکال زائل ہو گیا تو گنگوہ نیز سب وہابیہ دیوبند و دہلی اور ہر بے ادب نامہذب گنوار اور پہاڑی سب اکٹھے ہو جاؤ اور ایک نص ایسی لے آؤ جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی اور ثبوت جزمی جیسے قرآن عظیم کی آیت یا متواتر حدیث جو یقین قطعی اور جزم روشن سے حکم کرتا ہو کہ تمام نزول کے بعد کوئی واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہا بایں معنی کہ حضور نے اصلاً اسے جانا ہی نہیں نہ [1] یہ کہ حضور نے جانا اور بتایا نہیں کہ حضور کے پاس ایسے علم بھی ہیں جن کے اخفا کا حکم فرمایا گیا یا علم تھا کسی وقت ذہن اقدس سے اتر گیا اس لیے کہ قلب مبارک کسی اہم واعظم میں مشغول تھا۔ ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا بلکہ پہلے علم ہونے کو بتاتا۔۔۔۔۔۔ ہے جیسا کہ کسی سمجھ دال پر مخفی نہیں رہا۔ ہاں ہاں تو ایسی کوئی برہان لاؤ اگر سچے ہو اور اگر نہ لاسکو ہم کہے دیتے ہیں کہ نہ لاسکو گے تو جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغابازوں کے مکر کو اور زمانہ کے اچنبوں سے ہے کہ گنگوہی مذکور نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فضیلت علم ملنا تو باب عقائد سے قرار دیا تاکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کی حدیثیں رد کرے، جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جب علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نفی پر آیا تو اسے باب فضائل سے ٹھہرا دیا۔ جس میں ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں۔ یہاں تک کہ اس ساقط روایت سے سند لایا۔ جس کی نسبت ائمہ نے تصریح فرمائی کہ محض بے اصل ہے یعنی یہ روایت کہ مجھے اس دیوار پیچھے کا بھی حال معلوم نہیں تو فریاد اے مسلمانوں اس کا سبب کچھ اور بھی ہے سوا اس کے کہ اس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل پر سخت غیظ ہے تو ان کے ثبوت کے لیے صحیحین کی حدیثیں نہیں مانتا اور ان کے رد کے لیے ہر ساقط اور باطل اور جھوٹ کا دامن پکڑتا ہے، کیا اسلام ایسا ہی ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ قسم اس گھر کے مالک کی اور تمہیں یاد رہے کہ یہ کتاب براہین قاطعہ، جو خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب جو اس سال حج کعبہ کو آیا اور ابھی یہاں موجود ہے اور اس پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تقریظ لکھی اور اس کے ایک ایک حروف کو صحیح بتایا۔ ہمارے سردار علماء حرمین شریفین اس کا رد فرما چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا اعزاز کرے اور انہیں توفیق بخشے کہ احاطہ دین کی حمایت کریں اور گمراہی و گمراہاں کو زخم پہنچائیں تو حضرت مولانا اجل محمد صالح ابن مرحوم صدیق کمال حنفی نے کہ اس وقت مفتی خفیہ کے عہدہ پر تھے کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل کی تقریظ میں جو انہیں دونوں پر رد و سزا ہی میں تصنیف ہوئی فرمایا براہین قاطعہ والا اور اس کے جتنے تائید و تقریظ کرنے والے ہیں بالیقین سب کا وہی حکم ہے جو زندیقوں کا اور ہمارے سردار شیخ علماء مکہ مفتی شافعیہ مولانا اجل محمد سعید الصبیل نے فرمایا براہین قاطعہ والا اور اس کے جتنے موید ہیں شیطانوں سے کمال مشابہ ہیں اور گمراہ بے دین ہیں اگر یقیناً کافر نہ بھی ہوں اور اس وقت کے مفتی مالکیہ جناب فاضل محمد عابد ابن مرحوم شیخ حسین نے براہین قاطعہ کے رد کرنے والے کی مدح فرمائی اور اس کے مصنف کو فتنہ میں پڑا ہوا بتایا اور مفتی حنبلیہ مولانا خلف ابراہیم نے فرمایا براہین قاطعہ والے اور اس کے مویدین پر اعتراضات کرنے والے نے جو جواب دیا وہ حق ہے جس سے عدول کی گنجایش نہیں اور مدینہ منورہ کے مفتی حنفیہ مولانا اجل عثمان بن عبد السلام داغستانی نے فرمایا براہین قاطعہ والے پر جو یہ مضبوط رد ہے میں نے مطالعہ کیا وہ براہین جو چٹیل شکوک میدان میں پانی کا دھوکا دکھا رہی ہے اور اپنی بھونڈی باتوں کے جوڑنے والے کی بدعقلی پر برہان قائم کرتی ہے تو مجھے اپنی جان کی قسم کہ وہ براہین والا گمراہی کے کنڈوں میں بہت گہرا پڑا ہوا ہے اللہ مالک الملکوت وصاحب جلال کی طرف سے رسوائی کا مستحق ہے انتہیٰ سید جلیل محمد علی ابن سید

---

[1]۔ یہ اشارہ ہے ایک نفیس حسین جلالت والے کلام کی طرف جسے ہم نے مفصل طور پر اللؤلؤ المکنون میں خوب تفسیر سے ذکر کیا اور یہاں مختصر کر دیا کہ عجلت کا رسالہ متحمل طوالت نہیں اور حمد ہے اللہ عزوجل کے لیے۔ ۱۲ غفرلہ کیہ۔

ظاہر وری حنفی مدنی نے فرمایا حضرت رد کنندہ نے براہین قاطعہ والے اور اس کے فاسق مویدوں سے جو کچھ نقل فرمایا وہ کھلا کفر اور بے دینی ہے انتہی اور کیونکر نہ ہو حالانکہ اس براہین میں کہ خلیل احمد کی طرف منسوب ہے اور اس کے استاد گنگوہی کے کہنے اور بتانے سے لکھی گئی۔ اس میں ہمارے رب تبارک وتعالیٰ کو اس کا کذب کی طرف نسبت کیا ہے۔ دیکھو اس کا صفحہ نمبر۳ر اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ نسبت کیا کہ ان کا علم ابلیس لعین کے علم سے کم ہے دیکھو اس کا ص۴۷ر اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میلاد اور ذکر ولادت کے وقت قیام کو اس کا نظیر ومانند بتایا جو ہند کے مشرک اپنے معبود کنھیا کے لیے کرتے ہیں کہ جب اس کی پیدائش کا دن آتا ہے ایک عورت کو ایسا بنا کر لاتے ہیں گویا وہ پورے دنوں پیٹ سے ہے پھر وہ اس حالت کی نقل کرتی ہے جو صورت کہ جننے کے وقت ہوتی ہے تو خوب کراہتی ہے اور وقتاً فوقتاً کروٹیں بدلتی ہے۔ پھر اس کے نیچے سے ایک بچہ کی مورت نکالتے ہیں اور ناچتے، کودتے، تالیاں پٹتے باجے بجاتے ہیں اور اس کے سوا ان کے گندے کھیل تو اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میلاد کو اس سوانگ سے تشبیہہ دی کہا بلکہ یہ مجلسِ میلاد کرنے والے ان مشرکوں سے بڑھ کر ہیں کہ وہ تو ایک تاریخ معین پر کرتے ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک یہ کوئی قید نہیں۔ جب چاہتے ہیں یہ خرافات کرتے ہیں دیکھو اس کا ص۱۴۱ر اور جب کہ اہلِ سنّت نے اس کے سامنے علماء حرمین شریفین سے استناد کیا کہ وہ مجلسِ میلاد مبارک کرتے ہیں اور انہوں نے بارہا اس عظمت والے کام کے استحباب میں بکثرت فتاوے لکھے تو اس نے ان کی ہجو اور ایمان وامانت میں ان کی تنقیص شروع کردی اور اپنے شہر دیوبند کے وہابیہ کو دین و دیانت میں ان سے افضل بتانے لگا تو ص۱۷۔۱۸ پر کہا۔ علماء دیوبند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دور نہیں جس مسلمان منصف کا دل چاہے بچشم خود دیکھ لے ظاہر لباس وہیئت موافق شرع کے رکھتے ہیں اور نماز کو بجماعت بخوبی ادا کرتے ہیں۔ امر بالمعروف میں بشرط قدرت کوتاہی نہیں کرتے اور تحریر فتویٰ میں رعایت غنی فقیر کی نہیں حق جواب دیتے ہیں اور جو ان کو کوئی متنبہ کسی خطا پر کردیوے تو بشرطِ صحت کے قبول سے دریغ نہیں۔ بسر وچشم معترف ہوتے ہیں یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لیوے امتحان کرلیوے اور یہی قبولیت عند اللہ تعالیٰ کا نشان ہے اور علماء مکہ معظمہ کا حال جس نے عقل وعلم کے ساتھ دیکھا وہ خوب جانتا ہے جو نہیں گیا وہ ثقات کے بیان سے مثل مشاہدہ کے جانتا ہے اور اکثر وہاں کے علماء نہ کہ سب کیونکہ وہاں متقی بھی ہیں اس حالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسبال آستین زیر دامن کا چغہ وقمیض میں کرتے ہیں۔ ریش اکثروں کی قبضہ سے کم نماز میں بے احتیاطی امر بالمعروف کا باوصف قدرت کے نام ونشان نہیں اکثر انگوٹھی چھلّے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے ہوئے ہیں قطع صفوف شائع ہے فتویٰ نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوالو۔

اگر ان کے عصیاں سے کوئی مطلع کردیوے تو مارنے کو موجود ہو جاویں اور خود شیخ العلماء (مولانا سید احمد زینی وحلان قدس سرہٗ) نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب کو مومن لکھ دیا، خلاف روایات صحاح احادیث کے اور علی ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علماء حرمین کی لکھوں مگر بناچاری لکھنا پڑا۔ کہا اور مفاسد وہاں کے علماء کے زیادہ تر موجب بعد وخسران کے ہیں وہاں کی معصیت اشد ہے یہاں تک کہ ص۲۰ پر کہا، اس بندۂ عاجز نے ایک نابینا سے جو مسجد مکہ میں بعد نماز عصر وعظ کہتے ہیں حال مجلس مولود کا پوچھا تو انہوں نے فرمایا بدعت احرام تو اندھے واعظ کو پسند کیا اس لیے کہ اس نے مجلس ذکر میلاد کو حرام بتایا تو ہدایت پر اندھے پن کو پسند کیا اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ہلاکت سے بچائے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار محمد ﷺ اور اُن کے آل اصحاب پر ہمیشہ درود بھیجے۔ آمین!

**(جاری ہے۔۔۔۔۔)**

# ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے اراکین کی قلمی خدمات

دوسری قسط

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

## راقم مجید اللہ قادری کی ادارہ میں قلمی خدمات:

احقر مجید اللہ قادری ولد شیخ حمید اللہ قادری حشمتی کانپوری (م۱۹۸۹ء) علیہ الرحمہ نے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں اپنے والد کے ساتھ 1982ء کے آخری مہینوں میں ادارہ میں شمولیت اختیار کی اور 1983ء کی تیسری سالانہ امام احمد رضا کانفرنس میں جو ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کراچی میں منعقد ہوئی تھی اس میں بھرپور طریقے سے کام کرتے ہوئے والد صاحب کی اعانت سے کامیاب کانفرنس ہوئی، والد ماجد چونکہ اعلیٰ حضرت سے بہت ہی زیادہ عقیدت رکھتے تھے اس لیے اس ادارہ کی اپنی بساط کے مطابق مسلسل عالمی اعانت فرمائی اور 1984ء اور 1985ء کی کانفرنسوں اور کتب کی اشاعت میں والد صاحب کی اعانت سب سے زیادہ رہی یہ سلسلہ 1989ء تک جاری رہا کہ والد صاحب کانویں کانفرنس کے چند دن بعد وصال ہوگیا۔ والد صاحب کے وصال پر حضرت علامہ شمس الحسن شمس بریلوی نے منظوم نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک طویل منقبت رقم فرمائی تھی جس کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے:

ثبت کر جاتے ہیں وہ نقشِ دوامِ زندگی
چھوڑ جاتے ہیں نشاں مردوں کا یہی کام ہے
محترم شیخ حمید اللہ قادری و حشمتی
شامل ایسے ہی نیکو کاروں میں ان کا نام ہے
ان کے بیٹے بھی ہیں ان کی باقیاتِ صالحات
ان کے نام سے یہی تو وابستہ علو نام ہے
یوں گزرتا ہے مجید قادری کا ہر نفس
شیخ صاحب کی روش پر ان کا ہر کام ہے

راقم نے ادارہ میں شمولیت سے پہلے شاید ہی اردو میں کوئی ایک صفحہ بھی کسی مضمون پر لکھا ہو۔ ادارہ میں شامل ہونے کے بعد سید ریاست علی قادری علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہر وقت لکھنے پڑھنے کی باتیں ہوتی تھیں اور مختلف اسکالرز کے پاس جا کر ان سے مقالات اکھٹا کرنا ان کو کتابت کے لیے دینا اور ہر کتابت ہونے کے بعد ان مضامین کو پھر ان لکھنے والوں کو دے کر آنا کہ ان کی پروف ریڈنگ کریں اس کے بعد واپس کتابت والے کے پاس آکر ان کی تصحیح لگوانا یہ سلسلہ 3۔4 سال جاری رہا اس دوران جامعہ کراچی میں شعبہ ارضیات کا اسسٹنٹ پروفیسر ہونے کے باوجود راقم نے پرائیویٹ M.A اسلامیات کا امتحان دے دیا اور تیسری پوزیشن سے M.A کی سند حاصل کرلی اب لکھنے کی طرف رجحان بڑھا اور ساتھ ہی Ph.D میں اپنے آپ کو Enroll کرالیا اور عنوان بھی کنزالایمان کے حوالے سے رکھا ''کنزالایمان اور معروف اردو قرآنی تراجم کا تقابل'' اس سلسلے میں اردو ادب، تراجم قرآن، تفاسیر قرآن، احادیث اور اصول کی کتب کا گہرا مطالعہ شروع ہوا دوسری طرف ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا جس کا 1986ء سے قبل نہ دفتر تھا نہ اس کا کوئی باقاعدہ طریقہ کار نہ اس کی کوئی مجلس عاملہ تھی اور نہ ہی کوئی معقول آمدنی کا انتظام۔ مگر 1986ء میں اللہ کا فضل ہوا ایک مجلس عاملہ تشکیل دے دی گئی ایک دفتر کا انتظام ہوگیا اور معقول آمدنی کے لیے ہر سال کانفرنس کے موقع پر مجلّہ کا اجراء کرنے کا پروگرام تشکیل دیا، یا جس کے تحت اشتہارات حاصل کیے جانے لگے محترم جناب منظور جیلانی صاحب نے جو پہلی مجلس عاملہ کے فنانس سیکریٹری

منتخب ہوئے تھے انہوں نے ادارے کو رجسٹرڈ کروا کر دی اور ایک سسٹم کے تحت چلانے کی سعی کی جو بہت کامیاب رہی۔

راقم اس پہلی مجلس عاملہ میں جنرل سیکریٹری منتخب ہوا ساتھ ہی سالنامہ معارفِ رضا کا ایڈیٹر بھی بنا دیا گیا راقم نے یہ ذمہ داری ضرور قبول کی مگر حضرت شمس بریلوی اور حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد جیسی شخصیات کی سرپرستی کے بغیر اس لائق نہ تھا کہ معارفِ رضا جیسے جریدے کی ایڈیٹر شپ کی ذمہ داری نبھاتا۔ جب 1986ء کے معارفِ رضا کے تمام مقالات جمع ہوگئے تو راقم ان کو اوّل شمس صاحب کے پاس لے گیا پھر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سے ان کی تجاویزات میں اور پھر سید ریاست علی قادری صاحب کے ساتھ بیٹھ کر مقالات کی جانچ پڑتال کر کے ان کی 1986ء کے معارف کے لیے منتخب کیا اور کتابت کرا کر 1986ء کا شمارہ شائع ہوا۔ اس کے فوراً بعد حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے فرمایا کہ مجید اللہ اب آپ بھی لکھنا شروع کریں کیونکہ آگے چل کر آپ نے معارفِ رضا کے اداریہ لکھنے کی ذمہ داری بھی سنبھالنی ہے۔

راقم ان دنوں اپنے Ph.D کے مقالے کے لیے اردو ادب کے حوالے سے مطالعہ کر رہا تھا اس دوران یہ محسوس کیا کہ اردو ادب میں امام احمد رضا کا کوئی خاص ذکر نہیں ہے جب کہ امام احمد رضا کی 70 فیصد تحریر اُردو زبان میں ہے اس لیے راقم نے ایک عنوان سوچا کہ "اردو ادب کی تاریخی فروگذاشت" پر مقالہ لکھا جائے۔ اس کے مسودہ کو لے کر حضرت شمس بریلوی کے پاس گیا جن کا اردو ادب میں ایک اعلیٰ مقام تھا انہوں نے عنوان کو پسند کیا اور مجھے خاص ہدایات دیں کہ اس کو لکھ کر میرے پاس لائیں میں اس کو دیکھ لوں پھر معارفِ رضا میں شائع کرنا۔ راقم جب اس کو مقالے کی صورت میں لکھ کر لے گیا تو انہوں نے 3۔4 گھنٹے بیٹھ کر مجھے مقالات لکھنے سے متعلق بہت ساری باتیں بتائیں اور اس مقالے کی ایک ایک لائن پڑھی اور ہر جگہ انہوں نے میرے الفاظ میں تصحیح کی اور 2۔3 مرتبہ اس کو میں نے لکھا ہر دفعہ تصحیح کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے کہا اب اس کو آپ معارفِ رضا میں شائع کریں اب آپ اس قابل ہوئے اور مقالات لکھ سکتے ہیں۔ الحمد للہ راقم کا سب سے پہلا مقالہ معارفِ رضا کے 1987ء کے شمارہ میں شائع ہوا اور جو سلسلہ لکھنے کا شروع ہوا تو آج تک جاری اور ساری ہے۔

الحمد للہ میرے Ph.D کے مقالے میں بھی حضرت شمس بریلوی صاحب نے بہت مدد فرمائی اگرچہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد میرے کارگذار تھے مگر جس طرح قلم سیکٹر کی حضرت شمس بریلوی نے سکھایا ایسا کوئی دوسرا استاد نہ ملا راقم کو یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ فقیر کی جتنی بھی تحریر ہے وہ سب کی سب حضرت شمس بریلوی علیہ الرحمہ کی مرہونِ منت ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلندی عطا فرمائے۔ راقم نے ان کی محبت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے کچھ ملفوظات محفوظ کر لیے تھے جس کو ایک کتابی صورت میں بعنوان ملفوظاتِ شمس بریلوی کے نام سے ادارہ کے طرف سے شائع بھی کیا ہے۔

1987ء میں جب راقم کا مقالہ شائع ہوا اور اس کو اہلِ علم نے پڑھا تو کئی اہلِ قلم نے بشمول ڈاکٹر مسعود احمد، حضرت ریاست علی قادری، ادیب رائے پوری وغیرہا نے میری حوصلہ افزائی کی جس کے باعث راقم کے اندر مزید لکھنے کا جذبہ پیدا ہوا اور یوں ہر سال معارفِ رضا کے لیے مقالہ لکھتا رہا اس کے علاوہ 1986ء میں مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کا سلسلہ بھی شروع ہوا تو اس کے لیے بھی مضامین لکھتا رہا یہاں تک کہ 2000ء میں جب ماہنامہ معارفِ رضا کا ادارہ کی جانب سے اجرا ہوا تو اس کے لیے بھی لکھنا شروع کر دیا۔ راقم کی شروع سے عادت رہی کہ کسی نہ کسی نئے موضوع پر لکھوں اور کوشش یہ بھی رہی کہ میرے مقالے یا مضامین میں پرانی باتیں دوہرائی نہ جائیں الحمد للہ حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے راقم کے تیسرے مقالے کی اشاعت پر ان الفاظ میں پذیرائی فرمائی۔ یہ

مقالہ 1989ء کے سالنامہ معارفِ رضا میں بعنوان "قرآن، سائنس اور امام احمد رضا" شائع ہوا تھا جس کو ایک الگ کتابچہ کی صورت میں بھی 1989ء میں شائع کیا گیا جس کے مقدمہ میں ڈاکٹر مسعود احمد رقمطراز ہیں:

"پروفیسر مجید اللہ قادری لکھتے رہتے ہیں، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے سالنامہ "معارفِ رضا" میں بھی مضامین لکھتے ہیں اور اس کی تدوین میں بھی بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ پر ان کا ایک طویل مقالہ جس میں انہوں نے فتاویٰ رضویہ میں شامل رسائل و مسائل کے موضوعات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے ایک قابل قدر کوشش کی ہے۔ یہ مقالہ 1988ء میں ادارے کی طرف سے شائع ہو چکا ہے پیش نظر مقالہ "قرآن" سائنس اور امام احمد رضا" بھی لائق تحسین ہے۔ اس میں انہوں نے مختلف علوم وفنون جریدہ میں امام احمد رضا کے آثار علمیہ کا ایک جائزہ پیش کیا ہے جو یقیناً اہلِ علم اور متلاشیانِ حق کے لیے ایک سوغات ہے اور جو حضرات امام احمد رضا کی کردار کشی میں مصروفِ عمل ہیں ان کے لیے ایک تازیانہ ہے۔" آگے چل کر مزید رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا پر لکھنے والے بالعموم وہی باتیں دہرا دیتے ہیں جو لکھی جا چکی ہیں ایسے محققین وقلمکار بہت کم ہیں جو قاری کے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ علم مطالعہ سے آگے بڑھنا ہے ورنہ جمود طاری رہتا ہے۔ پروفیسر مجید اللہ قادری صاحب نے مطالعہ کر کے قدم آگے بڑھایا ہے اور نئی معلومات کا اضافہ کیا ہے۔ مثلاً اب تک یہ ہی معلوم تھا کہ امام احمد رضا 55علوم وفنون میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور بعض معاندین کو اس تعداد میں بھی کلام تھا مگر علوم وفنون میں جدید انقلابات کو سامنے رکھتے ہوئے پروفیسر صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد رضا 70 سے زیادہ علوم وفنون پر عبور رکھتے تھے"۔ (تقدیم از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بر رسالہ قرآن، سائنس اور امام احمد رضا، ص4، مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا، 1989ء)

راقم الحروف 1982ء سے ادارہ سے منسلک ہے 1986ء سے ادارہ کا جنرل سکریٹری ہے معارفِ رضا سالنامہ کا 1986ء سے ایڈیٹر ہے، ماہنامہ معارفِ رضا کا 2000ء سے ایڈیٹر ہے، مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس کا 1986ء سے Editorial Board کا ممبر ہے۔ میری اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ یہ خدمت تا آخری سانس جاری رہے۔

1993ء میں راقم کو جامعہ کراچی سے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن پر Ph.D کی سند دی گئی راقم پاکستان میں امام احمد رضا پر Ph.D کرنے والا پہلا ریسرچ اسکالر ہے۔ 1999ء میں جب راقم کی کتاب بعنوان "قرآن کریم اور معروف تراجم قرآن" شائع ہوئی تو اس پر کئی علماء اور ریسرچ اسکالر نے اپنی رائے کا اظہار کیا تھا یہاں صرف ایک عالم دین، محقق اور شارح صحیح بخاری محترم المقام جناب علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ کے اظہارِ خیال کا ایک اقتباس پیش کر رہا ہوں ملاحظہ کیجئے:

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اس مقالے کے لکھنے میں بڑی جانفشانی، عرق ریزی اور دقت نظر سے کام لیا ہے۔ بلکہ مجھے یہ کہنے میں کوئی تامّل نہیں کہ آپ نے اس مقالے کو عمدہ سے عمدہ اعلیٰ سے اعلیٰ کرنے میں اپنی پوری ذہنی توانائیاں صرف کر دی ہیں۔ جس کے مطالعہ کرنے کے لیے آپ نے سینکڑوں کتابوں کا بالا ستیعاب مطالعہ کیا اور متعلق باتوں کو محفوظ کیا۔ پھر ان سب کو نہایت عمدگی سے مرصع کر کے اپنی تحقیق کو نہایت خوبصورت انداز سے سجایا ہے کہ جی چاہتا ہے آپ کو زندگی بھر داد دیتا رہوں آپ کا یہ مقالہ ایسا گلدستہ ہے جو صرف ایک باغ کے پھولوں سے نہیں سجایا گیا، بلکہ پورے عالم کو باغوں سے اعلیٰ سے اعلیٰ پسندیدہ پھولوں کو منتخب کر کے سجایا گیا ہے جس سے ایک طرف مجدّد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے آپ کی روحانی وابستگی اور بے پناہ عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف اس بات کا بھی اذعان ہوتا ہے کہ آپ ایک عامّی مؤلف نہیں بلکہ اپنے وقت کے ایک ممتاز محقّق ہیں۔" (کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن، ص725، مطبوعہ 1999ء)

اب ملاحظہ کریں وہ تمام مقالات کی فہرست جو سالنامہ، مجلّہ اور ماہنامہ میں شائع ہوتے رہے ہیں:

**مقالات برائے معارفِ رضا (سالنامہ):**

☆ اردو ادب کی تاریخی فروگذاشت، معارف رضا 1987ء، ص:178-159۔

☆ فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ، معارف رضا1988ء، ص: 53-88۔

☆ قرآن، سائنس اور امام احمد رضا، معارف رضا1989ء، ص: 71-98۔

☆ فقیہ اسلام، بحیثیت عظیم شاعر و ادیب، معارف رضا 1991ء، ص:127-156۔

☆ فتاویٰ رضویہ جلد نہم۔ ایک تحقیقی جائزہ، معارف رضا 1992ء، ص:61-67۔

☆ مولانا محمد نقی علی خاں بریلوی کی خدمات و تعارف، معارف رضا1993ء، ص:190-214۔

☆ امام احمد رضا اور علمائے کراچی، معارف رضا1994ء، ص:147-166۔

☆ امام احمد رضا اور علمائے ریاست بہاولپور، معارف رضا 1995ء، ص:103-129۔

☆ امام احمد رضا اور علمائے لاہور، معارف رضا1996ء، ص:164-215۔

☆ امام احمد رضا اور علمائے بلوچستان، معارف رضا1997ء، ص:170-192۔

☆ امام احمد رضا اور علمائے ڈیرہ غازی خاں، معارف رضا 1998ء، ص:199-234۔

☆ امام احمد رضا اور علمائے سیالکوٹ، معارف رضا1999ء، ص:219-240۔

☆ منظر اسلام اور علامہ شمس بریلوی، معارف رضا2001ء، ص: 177-184۔

☆ ترجمہ کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات، معارف رضا 2004ء، ص: 10-29۔

☆ سائنس، ایمانیات اور امام احمد رضا، معارف رضا2005ء، ص: 206-212۔

☆ امام احمد رضا اور خطباتِ حدیث، معارفِ رضا 2006ء، ص: 54-70۔

☆ اردو تراجمِ قرآن کا تقابلی مطالعہ، معارفِ رضا 2007ء، ص: 20-45۔

☆ امام احمد رضا کا نظریۂ مد و جزر، معارفِ رضا 2008ء، ص:138-152۔

☆ کنزالایمان تاریخ کے آئینے میں، معارفِ رضا 2009ء، ص: 114-124۔

☆ اقسام مٹی، مسلۂ تیمم اور تحقیق رضا، معارفِ رضا 2011ء، ص: 101-112۔

☆ اسلامک بینک کا موجد امام احمد رضا، معارفِ رضا2012ء، ص: 35-50۔

☆ امام احمدرضا اور تحقیق زلزلہ، معارفِ رضا 2013ء، 2014ء، ص: 22-15۔

☆ امام احمدرضا اور سائنسی مصطلحات، معارفِ رضا2013ء، 2014ء، ص: 64-53۔

☆ امام احمدرضا کا نظریہ مدوجزر، معارفِ رضا 2013ء، 2014ء، ص: 102-81۔

☆ امام احمدرضا اور تحقیق مرجان(Coral)، معارفِ رضا 2013ء، 2014ء، ص: 145-137۔

☆ امام احمدرضا اور پانی کی رنگت، معارفِ رضا 2013ء، 2014ء، ص: 166-161۔

☆ تحریکِ پاکستان میں علمائے اہلِ سنّت وخلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار، معارفِ رضا2015ء2016ء، ص: 100-85۔

**مقالات برائے مجلہ امام احمد رضا کانفرنس:**

☆ امام احمد رضا اور علمائے بھرچونڈی شریف، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس1993ء، ص: 77-83۔

☆ ذہن میں زباں تمہارے لئے، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 1995ء، ص: 56-59۔
☆ تعارف اور خدمات علامہ شمس الحسن بریلوی، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس1995ء، ص: 32-34۔
☆ تعارف پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ماہر رضویات، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس1996ء، ص: 18-23۔
☆ تعارف سید وجاہت رسول قادری، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس1997ء، ص: 52-56۔
☆ تعارف نائب صدور، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس1998ء، ص:33-35 ۔
☆ کلیات شمس بریلوی۔ جائزہ، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2000ء، ص:48-56۔
☆ قرآن کریم، امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2002ء، ص:59-67۔
☆ اتحاد بین العلمائے اہلسنّت، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2003ء، ص: 73-77۔
☆ سیدنا احمد کبیر رفاعی امام احمد رضا کی نظر میں، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2005ء، ص68: 72۔
☆ کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2006ء، ص: 7-15۔
☆ طریقۂ احمدِ مرسل پر مجھ کو استقامت دے، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2007ء، ص: 1-8۔
☆ امام احمد رضا کی سائنسی علوم پر خدمات، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2008ء، ص: 6-11۔
☆ امام احمد رضا کا نظریۂ مدّ و جزر (تلخیص)، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2008ء، ص: 62-68۔
☆ صد سالہ جشنِ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2009ء، ص: 5-18۔
☆ اسلام کا نظامِ تعلیم اور امام احمد رضا، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2010ء، ص: 17-22۔
☆ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا ٹرسٹ اور "مستقبل کے پروگرام"، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2011ء، ص: 2-9۔
☆ "سخن ہائے گفتنی"، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2012ء، ص: 2-3۔
☆ "سخن ہائے گفتنی"، (34ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس)، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2013ء/ 1434ھ، ص: 2-3۔
☆ مختلف سائنسی جہتوں کے ماہر، امام احمد رضا، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2013ء/1434ھ، ص: 15-19۔
☆ "سخن ہائے گفتنی"، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کارکردگی جناب وجاہت رسول کی خدمات کی روشنی میں، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2013ء/1435ھ، ص: 2-5۔
☆ سلف الصالحین کا پیروکار امام احمد رضا، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2013ء/1435ھ، ص: 39-41۔
☆ "سخن ہائے گفتنی"، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2014ء/ 1436ھ، ص: 02-03۔
☆ اقراء سے اکملت لکم دینکم کی روشنی میں امام احمد رضا کے تعلیمی نظریات کا جائزہ ، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2014ء/1436ھ، ص: 26-29۔
☆"سخن ہائے گفتنی"، آل انڈیا سنی کانفرنس (سوادِ اعظم اہلِ سنّت وجماعت کی سیاسی تنظیم) کا تاریخی ارتقا (1925-46ء)، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2015ء/1437ھ، ص: 02-11۔
☆ "سخن ہائے گفتنی"، اردو ادب کی تاریخ فروگذاشت اور امام احمد رضا کی اردو ادب میں خدمات، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس2016ء/1438ھ، ص: 02-08۔
☆ "سخن ہائے گفتنی"، 38ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس (1439ء2017/ء)، مجلہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء/ 1439ھ، ص: 02-03۔

**مقالات برائے معارف رضا ماہنامہ:**

☆ امام احمد رضا اور تحقیق زلزلہ، تعارفی شمارہ 2000ء، ص:12-16۔
☆ امام احمد رضا اور پانی کی رنگت، شمارہ جنوری 2000ء، ص:17-21۔
☆ امام احمد رضا اور تحقیق مرجان، شمارہ فروری2000ء، ص:19-24۔
☆ امام احمد رضا اور علم حجریات، شمارہ مارچ 2001ء، ص:2427۔
☆ بانی ادارہ مولانا سید ریاست علی قادری، شمارہ نومبر، دسمبر2000ء، ص: 19-22۔
☆ امام احمد رضا اور سائنسی مصطلحات، شمارہ جون 2001ء، ص:13-19۔
☆اردو زبان کی ارتقاء، شمارہ اکتوبر2001ء، ص:18-21۔
☆ قادیانی کی تصانیف میں کلمات کفریہ، شمارہ نومبر 2002ء، ص: 10-12۔
☆ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں، شمارہ ستمبر2003ء، ص: 23-26۔
☆ حضرت شاہ احمد نورانی صدیقی۔ تعارف و خدمات، شمارہ جنوری 2004ء، ص: 18-23۔
☆ تاریخ دارالافتاء بریلی شریف، شمارہ دسمبر 2005ء، ص:19-21۔
☆ تعلیماتِ رضا کے فروغ میں صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کی خدمات، شمارہ مئی 2006ء، ص: 5-6۔
☆ قاضی الاسلام مفتیٔ اعظم مصطفی رضا خاں بریلوی، شمارہ جون2006ء، ص: 17-20۔
☆ہم اپنا ایمان کیسے بچائیں، شمارہ جون2006ء، ص:5-10۔
☆ جدید طریقۂ نعت خوانی۔ تعلیماتِ رضا کی روشنی میں، شمارہ جولائی 2006ء، ص: 16-21۔
☆ چالیس سالہ چمنستانِ رضا کی سیر، شمارہ اکتوبر 2006ء، ص:49-54۔
☆علومِ قرآن اور ملت اسلامیہ، شمارہ نومبر2006ء، ص:5-10۔
☆ امام احمد رضا اور تحقیقِ اہرامِ مصر، شمارہ جولائی 2007ء، ص: 37-43۔
☆شہید بریلی، شمارہ اگست2007ء، ص: 15-16۔
☆اِک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے، شمارہ ستمبر2007ء، ص: 25-26۔
☆ اٹھتے جاتے ہیں بادہ خوار ایک ایک کر کے، شمارہ اکتوبر / نومبر2007ء، ص: 7-7۔
☆فتاویٰ رضویہ میں افکارِ مجدد الف ثانی، شمارہ دسمبر2007ء، ص: 34-40۔
☆ امام احمد رضا خاں اور خدماتِ ماہرِ رضویات، شمارہ جولائی / اگست2008ء، ص: 10-18۔
☆ ایک صاحبِ کردار استاد، شمارہ جولائی / اگست 2008ء، ص: 64-71۔
☆ کنزالایمان اور عرفان القرآن، شمارہ مئی / جون 2009ء، ص: 56-67۔
☆ شریعتِ محمدی ﷺ اور فتاویٰ رضویہ، شمارہ جولائی 2009ء، ص: 5-13۔
☆تعلیماتِ رضا مسعودِ ملت کی نظر میں، شمارہ جولائی 2009ء، ص: 39-46۔
☆ امام احمد رضا کا خطبہ عید الفطر، شمارہ اکتوبر2009ء، ص: 5-10۔
☆ آدابِ سفر حج فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں، شمارہ نومبر 2009ء، ص: 25-32۔
☆ عرسِ اعلیٰ حضرت اور الیکٹرونک میڈیا، شمارہ اپریل 2010ء، ص: 6-10۔
☆ جامعات کا نصاب اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت، شمارہ مئی 2010ء، ص: 5-10۔

☆ گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستان، شمارہ جون 2010ء، ص: 5-10۔
☆ ہم کب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کی چادر کے نیچے جمع ہوں گے، شمارہ جولائی 2010ء، ص: 14-18۔
☆ تذکرہ اولیائے کرام کا، شمارہ اگست 2010ء، ص: 5-10۔
☆ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ، شمارہ ستمبر 2010ء، ص: 7-12۔
☆ رضویات کے رجالِ ثلاثہ کی رحلت، شمارہ اکتوبر 2010ء، ص: 5-7۔
☆ حضرت علامہ فیض احمد اویسی رضوی۔ صاحبِ مقالاتِ کثیرہ، شمارہ اکتوبر 2010ء، ص: 40-43۔
☆ علمائے اہلِ سنّت کی عالمگیر پذیرائی، شمارہ نومبر 2010ء، ص: 4-10۔
☆ تعاونوا علی البرّ والتقویٰ، شمارہ دسمبر 2010ء، ص: 2-4۔
☆ خانقاہ قادریہ رضویہ بریلی شریف، شمارہ جنوری 2011ء، ص: 2-6۔
☆ تعلیماتِ رضا کے فروغ میں علمائے بنگلہ دیش کی خدمات، شمارہ مارچ 2011ء، ص: 2-7۔
☆ فروغِ تعلیماتِ رضا کے سلسلے میں علما و اہلِ قلم کا کردار، شمارہ مئی 2011ء، ص: 2-4۔
☆ علمائے اہلِ سنّت کی علمی خدمات اور عوام اہلِ سنّت کی ذمّے داریاں پاک و ہند کے تناظر میں، شمارہ جولائی 2011ء، ص: 25-27۔
☆ اقسام مٹی، مسئلہ تیمم اور تحقیق رضا، شمارہ اکتوبر 2011ء، ص: 21-25۔
☆ ماہرِ رضویات فی الھند ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، شمارہ نومبر 2011ء، ص: 46-50۔
☆ مکتوباتِ مسعودی اور فروغِ تعلیماتِ رضا، شمارہ مارچ 2012ء، ص: 42-45۔
☆ تحریکِ مسعودی اور بین الاقوامی محققینِ رضا، شمارہ مئی 2012ء، ص: 39-43۔
☆ رسائل رضویہ ایک مکمل جامعہ کا نصاب، شمارہ جولائی 2012ء، ص: 37-34۔
☆ ضرورتِ شیخ، تعلیماتِ رضا کی روشنی میں، شمارہ اگست 2012ء، ص: 39-35۔
☆ آبِ مطلق و مقید تحقیق رضا کی روشنی میں، شمارہ نومبر 2012ء، ص: 19-15۔
☆ مسلمانوں کا پاکستان حق تھا (اداریہ)، شمارہ اگست 2013ء، ص: 02-05۔
☆ امام المحدثین کی تعظیم اور امام الفقہا کی تکریم، شمارہ اگست 2013ء، ص: 13-17۔
☆ ولکن رسول الله وخاتم النبيين (اداریہ)، شمارہ ستمبر 2013ء، ص: 02-03۔
☆ قادیانی کی تصانیف میں کلمات کفریہ امام احمد رضا کی نظر میں، شمارہ ستمبر 2013ء، ص: 17-18۔
☆ کعبہ کا کعبہ دیکھو (اداریہ)، شمارہ اکتوبر 2013ء، ص: 02-05۔
☆ برصغیر پاک و ہند میں خانقاہِ قادریہ رضویہ کی خدمات، شمارہ اکتوبر 2013ء، ص: 13-20۔
☆ شجرۂ طیبہ (اداریہ)، شمارہ نومبر 2013ء، ص: 02-04۔
☆ باپردہ خاتون کے عظیم کارنامے، شمارہ نومبر 2013ء، ص: 28-33۔
☆ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ غلام رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ، شمارہ دسمبر 2013ء، ص: 21-24۔
☆ قانون فطرت پر مشتمل چند آیات قرآنیہ معروف اردو تراجم کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، شمارہ فروری 2014ء، ص: 13-23۔
☆ "جہانِ رضا" کے سفیر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی علیہ الرحمہ، شمارہ مارچ 2014ء، ص: 08-12۔

☆ معاشرتی اقدار قرآن وسنت کی روشنی میں اور ہمارے ملک کے میڈیا کا کردار اور ذمہ داری، مئی/ جون 2014ء، ص:03-10۔
☆ شیخ طریقت ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی اور تعلیمات امام احمد رضا، شمارہ مئی/جون2014ء، ص:25-30۔
☆ سفرنامہ زیارات عراق۔ "واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا"، شمارہ مئی/جون2014ء، ص:35-55۔
☆ عاشقِ رضا کا کلامِ رضا پر والہانہ اظہار، شمارہ جولائی 2014ء، ص:21-35۔
☆ مقدمہ برائے "خلفائے امام احمد رضا"، شمارہ ستمبر2014ء، ص:42-45۔
☆ صلوٰات الرّضویہّ، شمارہ اکتوبر2014ء، ص:33-23۔
☆ امام اعظم ابو حنیفہ کا حقیقی پیروکار مجدّد اعظم اعلیٰ حضرت (اداریہ)، شمارہ جون2015ء، ص:07-02۔
☆ دورِ حاضر میں رمضان المبارک کے تقدس کی پامالیاں؟ (اداریہ)، شمارہ جولائی2015ء، ص:10-03۔
☆ کنزالایمان کے انگریزی تراجم (اداریہ)، شمارہ اگست 2015ء، ص:06-02۔
☆ حج بیت اللہ شریف (۱۴۳۶ھ۔۲۰۱۵ء) (اداریہ)، شمارہ اکتوبر2015ء، ص:04-02۔
☆ محدث اعظم پاکستان کے نامور تلمیذ حضرتِ صادق (اداریہ)، شمارہ نومبر2015ء، ص:06-02۔
☆ تحریک پاکستان میں علمائے اہلِ سنّت وخلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار(ایک تاریخی خاکہ)، شمارہ دسمبر2015ء، ص:20-13۔
☆ 36ویں امام احمد رضا کانفرنس 2015ء/ 1437ھ (بعنوان: تحریک پاکستان میں علمائے اہلِ سنّت وخلفائے اعلیٰ حضرت کا کردار)، شمارہ جنوری 2016ء، ص:22-07۔
☆ آل انڈیا مسلم لیگ کی روح، آل انڈیا سنی کانفرنس (اداریہ)، شمارہ فروری 2016ء، ص:06-02۔
☆ مسلمان کی زندگی میں وقت کی اہمیت (اداریہ)، شمارہ مارچ2016ء، ص:06-02۔
☆ دورِ حاضر کا شہید اعظم (اداریہ)، شمارہ اپریل 2016ء، ص:09-02۔
☆ حج و عمرہ کے مواقع پر حرمین میں حاضری کے آداب (اداریہ)، شمارہ مئی 2016ء، ص:06-02۔
☆ فروغ صبح تاباں "مہکا ہے مری بوئے دہن سے عالم! (اداریہ)، شمارہ جون2016ء، ص:08-02۔
☆ سانحاتِ ارتحال، شمارہ جون2016ء، ص:56-56۔
☆ معاشرے کی تمام ذمہ داران شخصیات سے التماس (اداریہ)، شمارہ جولائی 2016ء، ص:05-02۔
☆ فقہِ حنفی کے فروغ میں فتاویٰ رضویہ کا کردار، شمارہ جولائی 2016ء، ص:14-11۔
☆ حج وعمرہ کی حقیقت واہمیت (اداریہ)، شمارہ اگست 2016ء، ص:06-02۔
☆ مسلکِ اہلِ سنّت کو ایک دفعہ پھر ایک سردار احمد کی اشد ضرورت (اداریہ)، شمارہ ستمبر2016ء، ص:05-02۔
☆ حضرت علامہ مولانا سید مراتب علی شاہ قدس سرہٗ العزیز کے وصال پر ملال پر ادارہ کے اراکین کا اظہارِ تعزیت، شمارہ ستمبر2016ء، ص:53-53۔
☆ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا 36 سالہ دور (اداریہ)، شمارہ اکتوبر2016ء، ص:04-02۔
☆ تعلیماتِ رضا کے عظیم علمبردار سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ، شمارہ نومبر2016ء، ص:21-18۔
☆ 37ویں امام احمد رضا کانفرنس پر اہلِ علم و دانش کی طرف سے پیغامات، شمارہ دسمبر2016ء، ص:06-02۔
☆ ماہنامہ "معارفِ رضا" کی 18ویں جلد کا پہلا شمارہ (اداریہ)، شمارہ جنوری 2017ء، ص:02-02۔

☆ امام احمد رضا کانفرنس 2016ء کے مقالہ نگاروں کے پیش کردہ مقالہ جات سے چند اقتباسات، شمارہ جنوری 2017ء، ص:33-25۔

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی کا 9واں یوم وصال (اداریہ)، شمارہ فروری 2017ء، ص:04-02۔

☆ فرمانِ غوث اعظم "قدمی ھٰذہٖ علی رقبۃِ کُلّ ولیّ اللہ" اور امام احمد رضا کا بہجۃ الاسرار کی 11روایات پر اعتماد، شمارہ فروری 2017ء، ص:32-27۔

☆ ردّالفساد (اداریہ)، شمارہ مارچ 2017ء، ص:03-02۔

☆ اداریہ، شمارہ اپریل 2017ء، ص:02-02۔

☆ حضرت علامہ مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی قادری میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ، شمارہ اپریل 2017ء، ص:19-14۔

☆ علامہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد الباری صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و علمی خدمات (اداریہ)، شمارہ مئی 2017ء، ص:03-02۔

☆ ترجمۂ قرآن کنز الایمان کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ایک تعارف (اداریہ)، شمارہ جون 2017ء، ص:03-02۔

☆ بیت المقدس کی آزادی کے لیے صلاح الدین ایوبی ثانی چاہیے (اداریہ)، شمارہ جولائی 2017ء، ص:06-02۔

☆ ایصالِ ثواب کے 25طریقے امام احمد رضا کے اوّل تلمیذ ملک العلماء کے قلم سے، شمارہ جولائی 2017ء، ص:34-29۔

☆ کلامِ رضا کے فکری و فنی زاویے (اداریہ)، شمارہ اگست 2017ء، ص:07-02۔

☆ عشاق کے رنگِ عشق کی قلمی جولانیاں، شمارہ اگست 2017ء، ص:50-41۔

☆ تعلیماتِ رضا کے فروغ میں شہر کراچی کے روشن چراغ (اداریہ)، شمارہ ستمبر 2017ء، ص:05-02۔

☆ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے محققین کی قلمی خدمات تعلیماتِ رضا کے فروغ میں (اداریہ)، شمارہ اکتوبر 2017ء، ص:06-02۔

☆ خانقاہی نظام پر اعتراضات کا جائزہ قرآن و سنت کی روشنی میں، شمارہ اکتوبر 2017ء، ص:43-39۔

☆ باقیات وصالحات کا اجرو ثواب (اداریہ)، شمارہ نومبر 2017ء، ص:04-02۔

☆ جشن میلاد النبی ﷺ اور تعلیماتِ رضا (اداریہ)، شمارہ دسمبر 2017ء، ص:03-02۔

☆ اعلیٰ حضرت کی تحریکِ ختم نبوت کے اثرات (لبیک، لبیک، لبیک یارسول اللہ ﷺ)، شمارہ دسمبر 2017ء، ص:41-39۔

☆ میاں نثار اور عشق رضا (اداریہ)، شمارہ جنوری 2018ء، ص:06-02۔

☆ 38ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس، شمارہ جنوری 2018ء، ص:44-39۔

☆ حاضری حرمین شریفین و ادائیگی عمرہ 1439ھ/2018ء (اداریہ)، شمارہ مارچ 2018ء، ص:04-02۔

☆ صفائی نصف ایمان ہے (اداریہ)، شمارہ اپریل 2018ء، ص:04-02۔

☆ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا تاریخ کے آئینہ میں (کانفرنسوں کا انعقاد) (اداریہ)، شمارہ مئی 2018ء، ص:05-02۔

☆ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی 2005ء تا 2017ء اشاعتی خدمات (اداریہ)، شمارہ جون 2018ء، ص:07-02۔

☆ "الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ" ایک تعارف، شمارہ جون 2018ء، ص:10-08۔

☆ الحاج میاں محمد طیب صاحب کی کنز الایمان کی اشاعت کے سلسلے میں خدمات، شمارہ جون 2018ء، ص:35-21۔

☆ وہابی فرقہ باطلہ کی کہانی امام احمد رضا کی زبانی (اداریہ)، شمارہ جولائی 2018ء، ص:06-02۔

☆ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے اراکین کی قلمی خدمات (قسط اوّل)، شمارہ جولائی 2018ء، ص:23-15۔

**(جاری ہے۔۔۔۔)**

# کنز الایمان کا مطالعہ مسلک تفویض کے تناظر میں

پروفیسر دلاور خاں

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡکِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ ابۡتِغَآءَ الۡفِتۡنَةِ وَ ابۡتِغَآءَ تَاۡوِیۡلِهٖ ۚ وَ مَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ؕۘ وَ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ یَقُوۡلُوۡنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ رَبِّنَا ۚ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ۔(۱)

ترجمہ: "وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس کی کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے وہ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈھنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے" (کنز الایمان)

مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیات کے تحت متشابہات اور محکمات کی تفہیم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول (میں کہتا ہوں ت) بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید نازل فرمایا ہدایت فرمانے اور بندوں کو جانچنے اور آزمانے کے لیے "یُضِلُّ بِهٖ کَثِیۡرًا وَّ یَهۡدِیۡ بِهٖ کَثِیۡرًا" اسی قرآن سے بہت سوں کو گمراہ فرمایا اور بہت سوں کو راہ دکھائی۔ اس ہدایت وضلالت کا بڑا منشاء قرآن عظیم کی آیات کی دو اقسام ہیں۔

**اول محکمات:**

جس کے معنی صاف بے دقت ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کی پاکی و بے نیازی و بے مثلی کی آیات (۲) جیسے:

(ا)۔ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ: بادشاہ نہایت پاکی والا ہر عیب سے سلامت۔

(ب)۔ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ:
بے شک اللہ سارے جہاں سے بے نیاز ہے۔

(ج)۔ لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ: اس کی مثل کوئی چیز نہیں۔

(د)۔ هَلۡ تَعۡلَمُ لَهٗ سَمِیًّا: کیا تو جانتا ہے اس کے نام کا کوئی۔

(ھ)۔ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ: اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔

ان مطالب کی آیات صدہا ہیں یہ آیات محکمات ہیں یہ ام الکتاب ہیں، ان کے معنی میں کوئی خفا واجمال نہیں، اصلاً دقت و اشکال نہیں جو کچھ ان صریح الفاظ سے بے پردہ روش ہویدہ ہے بے تفسیر و تبدیل بے تخصیص و تاویل اس پر ایمان لانا ضروریات دین اسلام سے ہے۔ (۳)

**دوم متشابہات:**

(۱)۔ جس کے معنی میں اشکال ہے یا تو ظاہری لفظ سے کچھ سمجھ نہیں آتا جیسے حروف مقطعات وغیرہ۔

(۲)۔ وہ آیات جس کا مفہوم جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جیسے:

"اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی"
(وہ بڑا مہر والا اس نے عرش پر استوی فرمایا۔ ت)
یا "ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ"
(پھر اس نے عرش پر استوا فرمایا۔ ت)

پھر جس کے دل میں کجی و گمراہی تھی وہ تو ان کو اپنے مطلب کا پا کر ان کے ذریعے جاہلوں کو بہکانے اور دین میں فتنے پھیلانے لگے کہ دیکھو قرآن میں آیا ہے اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے، عرش پر ٹھہر گیا ہے اور آیاتِ محکمات جو ام الکتاب تھیں ان کے ارشادوں سے بھلا دیے گئے۔ (۴)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سوادِ اعظم اہلِ سنّت کا متشابہات سے متعلق کیا مسلک ہے اہلِ سنّت کے مسلک کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں کہ آیات متشابہات میں اہل سنت حفظہم اللہ کے دو مسالک ہیں۔

(۱)۔ مسلک تفویض، (۲)۔ مسلک تاویل

**اول تفویض:**

سلف صالح کا مسلک تفویض کا ہے کہ ہم ان (تشابہات) کے کچھ معنی نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ جانتے ہیں جو معنی مرادِ الٰہی ہیں ہم اس پر ایمان لائے "اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَ مَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ" (ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کی طرف سے ہے(۵)۔ اکثر نے فرمایا جب (متشابہات میں) ظاہری معنی قطعاً مقصود نہیں اور تاویلی مطلب متعین و محدود نہیں تو ہم اپنی طرف سے کیا کہیں یہی بہتر ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں ہمیں ہمارے رب نے متشابہات کے پیچھے پڑنے سے منع فرمایا ہے اوران کے تعین مراد میں خوض کرنے کو گمراہی بتایا ہے اس لیے ہم حد سے باہر قدم کیوں رکھیں اسی قرآن کی بتائی ہوئی آیات پر قناعت کریں کہ "اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" جو کچھ ہمارے مولیٰ کی مراد ہے ہم اس پر ایمان لائے محکم، متشابہ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں یہ مذہب جمہور آئمہ سلف کا ہے اور یہی اسلم واولیٰ ہے اسے مسلک تفویض وتسلیم بھی کہتے ہیں ان ائمہ نے فرمایا کہ استویٰ معلوم ہے کہ ضرور اللہ کی ایک صفت ہے اور کیف مجہول ہے اس کے معنی ہماری سمجھ سے ماوراہیں اور ایمان اس پر واجب ہے کہ نصِ قطعی قرآن سے ثابت ہے اور سوال اس سے بدعت ہے کہ سوال نہ ہوگا مگر تعین کے لیے اور تعین مراد کی طرف راہ نہیں۔(۶)

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہانے فرمایا: الا ستویٰ معلوم والکیف مجھول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة۔

استوا معلوم ہے اور کیف مجہول اور اس ایمان فرض اور اس کی تفتیش بدعت ہے(۷)۔یہی جواب سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا۔یہی مسلک ہمارے امام اعظم اور ائمہ سلف کا ہے۔

آپ لکھتے ہیں: کتاب الاسماء والصفات میں یحیٰ بن یحییٰ سے روایت کی ہے کنا عند مالك بن انس فجاء رجل فقال یا اباعبد الله الرحمٰن علی العرش فکیف استویٰ؟ قال فاطرق مالك راسه حتی علاوہ الرحضاء ثم قال الاستواء غیر مجھول والکیف غیر معقول والا یمان به واجب والسوال عنه بدعة، وما اراك الامبتدعا فامر به ان یخرج۔

ہم امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی اے ابو عبد اللہ! رحمٰن نے عرش پر استویٰ فرمایا یہ استویٰ کس طرح ہے؟ یہ سنتے ہی امام مالک نے سر مبارک کو جھکالیا یہاں تک کہ بدن مقدس پسینہ پسینہ ہو گیا پھر فرمایا استواء مجہول نہیں اور کیف معقول نہیں اور اس پر ایمان فرض ہے اس سے متعلق سوال بدعت ہے اور میرے خیال میں تم ضرور بدمذہب ہو پھر حکم دیا کہ اسے نکال دو۔(۸)

مسلک تفویض وتسلیم کا سادہ سا مفہوم یہ ہے کہ نصوص اپنی حقیقت پر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی نسبت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان جو معنی ہو سکتے ہیں وہی مراد ہیں کیفیت، کنہ اور صورت کیا ہو گی یہ معلوم نہیں یہ مسلکِ تفویض معلوم المعنیٰ و المتشابه فی الکیفیة کا مصداق ہے اسی طرح مسلکِ تفویض کی دوسری قسم متشابه فی المعنی وفی الکیفیه بھی ہے۔

(الف)۔ متشابه المعنی والکیفیة: جس کے معنی میں اشکال ہے یا ظاہری لفظ سے کچھ سمجھ نہیں آتا جیسے حروف مقطعات وغیرہ۔ آپ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ حروف تہجی (مقطعات) کہ سورتوں کی ابتداء میں مذکور ہیں محال ہے کہ بے معنی ہوں، نہ ہی یہ معقول ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے معنی ظاہر نہ فرمائے گئے ہوں۔ جس سے خطاب فرمایا جائے اس سے ایسا کلام جس کے دو معنی نہ سمجھے، شانِ مخاطبہ سے بعید ہے اور اگر حضور اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم نہ سمجھے تو جہاں میں کون سمجھنے والا ہو سکتا ہے تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ وہ کلام نازل فرمایا جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا ، یہ بات غیر معقول ہے بلکہ یقیناً ان کے معنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قسم کے علم نازل فرمائے ایک وہ کہ امت کو جس کی تفسیر فرمانے کا حکم تھا ''لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ'' دوسرے وہ خاص محب و محبوب میں ہیں وہ ان مقطعات شریفہ میں ہیں ان میں اصل راہ تو یہی ہے کہ ان کے معنی کا علم اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کیا جائے بس اور بعض صحابہ وائمہ ان کے اشارات کی طرف توجہ فرمائی یہ طریقہ تاویل کہلاتا ہے''(۹)

حروف مقطعات کے نہ معنی ہمارے علم میں ہیں اور نہ ہی اس کی کیفیت جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں اس کے معنی اور کیفیت کو اللہ کے سپرد اور تفویض کرتے ہیں متشابہات سے متعلق مسلک تفویض کی تفہیم کے بعد کنزالایمان میں اس کے عملی اطلاق کا مطالعہ کرتے ہیں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ حروف مقطعات میں تاویل کی بجائے مسلک تفویض کے قائل ہیں اسی لیے آپ قرآن مجید کی ۲۹ سورتوں میں مذکورہ حروف مقطعات کے نہ یہ معنی بیان کئے اور نہ ہی ان کی کیفیت اور یہ مؤقف اختیار کیا کہ اس کے معنی ضرور ہیں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتادیئے گئے اور ہمیں نہ اس کے معنی معلوم اور نہ اس کی کیفیت اس لیے بہتر یہی ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تفویض کر دیا جائے۔

(ب)۔ معلوم المعنی متشابہ فی الکیفیۃ: وہ متشابہات آیت جس کا مفہوم جو سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ عزوجل پر محال ہے جسے استویٰ، ید، ساق، استہزا اتیان اور نزول وغیرھا۔ معلوم ہے کہ یہ ضرور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں لیکن کیف مجہول ہے کہ اس کے معنی ہماری سمجھ سے ماورا ہیں لیکن جو معنی ہمارے ماحول کے مطابق ذہن میں آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے محال ہیں وہ ان سے مبرہ منزہ ہے لیکن ان پر ایمان واجب ہے کہ یہ قرآن کی نص قطعی سے ثابت ہے مگر ان کی صورت، کنہ اور کیفیت سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے مگر تعین کے ہے اور تعین مراد کی طرف راہ نہیں۔ یہ مسلک تفویض صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ، محدثین اور عصر حاضر کے علمائے اہلِ سنّت کا بھی مسلک تفویض (معلوم المعنی والمتشابہ الکیفیۃ) کی تفہیم کے بعد کنزالایمان میں اس پہلو کے عملی اطلاق کا مطالعہ کرتے ہیں۔

(۱)۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔(۱۰)

آپ فرماتے ہیں جس آیت کو اس کے ظاہر معنی پر حمل کرنے سے کوئی عقلی استحالہ لازم آتا ہو وہ متشابہ ہے۔''يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ'' کے معنی ظاہر اگر لیں تو اس کا ہاتھ مانا اور جب ہاتھ ہوا تو جسم بھی ہوا اور ہر جسم مرکب اور مرکب اپنے وجود میں اپنے ان اجزا کا محتاج ہے جس سے وہ مرکب ہے۔ جب تک وہ موجود نہ ہولیں یہ موجود نہیں ہو سکتا۔ تو خدا کہ محتاج ہونا لازم آیا اور ہر محتاج حادث اور کوئی حادث قدیم نہیں جو قدیم نہ ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ تو سرے سے الوہیت کا ہی انکار ہو گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ''يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ'' محکم نہیں متشابہ ہے۔(۱۱)

(۲)۔ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ۔(۱۲)

- اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔
- اللہ ہنسی کرتا ہے ان سے۔
- اللہ بنا رہا ہے۔
- اللہ جل شانہ ان سے دل لگی کرتا ہے۔
- اللہ ان سے مذاق کرتا ہے۔

اس آیت کا ترجمہ کرنے سے پہلے یہ ضروری تھا کہ اس حقیقت کا تعین کر لیا جائے آیا یہ آیت محکم ہے یا متشابہ کیوں کہ اس تعین سے ترجمہ پر مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں اگر ایک آیت کا تعلق محکم سے ہے تو اس کے ترجمہ کرنے کا انداز جدا گانہ ہو گا اور اگر آیت کا تعلق متشابہ سے ہے تو اس کے ترجمہ کرنے کا انداز محکم سے مختلف ہو گا مذکورہ آیت کا یہ ترجمہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ ٹھٹھا کرتا ہے، مذاق کرتا ہے، دل لگی

کرتا ہے اور ہنسی کرتا ہے تو اس معنیٰ کا اطلاق یقیناً اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے اور وہ اس سے پاک و منزہ ہے۔ جب یہ اصول طے ہو گیا تو اس آیت پر محکم کا اطلاق نہیں ہو گا اور اس کا شمار متشابہ میں ہو گا۔ اس طرح اس کا صریح ترجمہ درست نہیں۔ مولانا احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو متشابہ میں شمار کرتے ہیں اس لیے وہ دیگر مترجمین کے برعکس اس آیت کا ترجمہ سواد اعظم اہلِ سنّت کے مسلک تفویض کے تحت یوں کرتے دکھائی دیتے ہیں **"اللہ ان سے استہزا فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)"** آپ نے "استہزا" کا ترجمہ ٹھٹھا کرنا، دِل لگی کرنا، ہنسی کرنا، مذاق کرنا نہیں کیا کیوں کہ استہزا منسوب الیٰ اللہ ہے اس لیے اردو میں استہزا کے جتنے بھی معنی ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے وہ محال ہیں اس لیے آپ نے ترجمہ کیے بغیر ہی استہزا رکھا۔ جو استہزا منسوب الیٰ اللہ ہے وہ کسی طرح بھی مثل انسانی نہیں یہاں وہ استہزا مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہو۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا اقرار بھی ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ یعنی نصوص اپنی حقیقت پر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ان کی نسبت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے شایان شان جو معنی ہو سکتے ہیں وہی مراد ہیں۔ کیفیت، کنہ اور صورت استہزا کی کیا ہو گی ہمیں معلوم نہیں۔ دوسرے الفاظ میں مسلک تفویض کے تحت استہزا سے متعلق یوں کہا جاسکتا ہے کہ **معلوم المعنی ومتشابہ الکیفیہ** اس کی مزید وضاحت امام مالک کے قول میں ذرا سا تصرف کرتے ہوئے یوں کا کہا جاسکتا ہے کہ **استہزا معلوم والکیف مجھول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعہ۔** (استہزا معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اس پر ایمان واجب اور اس سے متعلق سوال بدعت ہے۔) اس لیے مسلک تفویض کے تناظر میں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ ایک بار پھر ملاحظہ ہو:

"اللہ استہزا فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)"

پس معلوم ہوا کہ مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کا ترجمہ سواد اعظم اہلِ سنت کے مسلک تفویض کے تحت کیا جو تقدیس الٰہی کا مظہر بھی ہے جبکہ دیگر مترجمین کے تراجم مسلک تفویض سے انحراف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

(۳)۔ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ (۱۳)

- پھر قائم ہوا عرش پر۔
- پھر تخت پر چڑھا۔
- پھر تخت پر بیٹھا۔
- پھر تختِ (شاہی) پر قائم ہوا۔
- پھر تختِ سلطنت پر جلوہ گر ہوا۔

یہاں بھی مترجمین نے اس آیت کو درجہ محکم میں رکھ کر اس کا صریح ترجمہ کر دیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے عرش پر قائم ہے، عرش پر چڑھا ہوا ہے جب قاری اس طرح کے تراجم پڑھے گا تو اس کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کے لیے جسم، جہت اور مکان کا خیال ضرور آئے گا۔ یہ صفات تو مخلوق کی ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان، جسم، جہت، چڑھنے، اترنے، ٹھہرنے، بیٹھنے سے پاک و منزہ ہے ان تمام کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے محال ہے۔

جب کہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس آیت کا تعلق محکمات سے نہیں، بلکہ متشابہات سے ہے اس لیے اس کا وہی ترجمہ درست ہو گا جو محکم کی بجائے متشابہات کے مسلک تفویض کے تحت کیا جائے گا۔ اس تناظر میں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کا ترجمہ محکم آیت کی بجائے متشابہات کے تحت مسلک تفویض کی روشنی میں یوں کرتے ہیں پھر عرش پر استوا فرمایا: (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے۔) اس ترجمہ سے اللہ تعالیٰ کے لیے انسانی مکان، جہت، جسم، چڑھنے، بیٹھنے اور ٹھہرنے کی نفی ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا استوا انسانوں کی مثل نہیں بلکہ یہ استوا اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے جس کی کیفیت، کنہ اور صورت کا ہمیں علم نہیں یہاں بھی آپ نے استہزا کی طرح استوا کا ترجمہ نہیں بلکہ اسے یوں ہی رکھا کیوں استوا کے جتنے بھی ممکن ہیں ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ

پر محال ہے۔ آپ کا یہ ترجمہ مسلک تفویض معلوم المعنی والمتشابہ الکیفیۃ کے مصداق ہے۔

پس معلوم ہوا:

(۱)۔ مذکورہ آیت کا تعلق محکمات سے نہیں۔

(۲)۔ مذکورہ آیت کا تعلق متشابہات سے ہے۔

(۳)۔ استوی معلوم المعنی والمتشابہ الکیفیۃ۔

(۴)۔ الاستویٰ معلوم والکیف مجهول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة۔

(۵)۔ اہلِ سنّت کے مسلک تفویض کے تحت ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۶)۔ دیگر تراجم میں مسلک تفویض سے انحراف پایا جاتا ہے۔

(۷)۔ مذکورہ تراجم کا اطلاق مثلِ انسانی اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال۔

(۸)۔ یہ استوا اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے نہ کہ انسانوں جیسا۔

(۹)۔ اس استوا کی کیفیت کنہ اور صورت کیا ہوگی معلوم نہیں۔

(۴)۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔(۱۴)

- جس دن پنڈلی سے کپڑا اٹھایا جائے گا۔
- جس دن کہ کھولی جائے گی پنڈلی۔
- جس دِن (حق تعالیٰ کی) پنڈلی کھولی جائے گی۔

اس میں مترجمین نے محکمات کے درجے میں رکھ کر ساق کے ظاہری مراد لے کر پنڈلی کو بطور جزو جسم اللہ تعالیٰ سے منسوب کر دیا جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے مبرہ و منزہ ہے اور پنڈلی کا صریح اطلاق اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔

اس آیت کا شمار محکمات میں نہیں بلکہ متشابہات میں ہے اس کا وہی ترجمہ درست ہوگا جو متشابہات کے مسلک تفویض کے تحت کیا جائے یعنی "ساق" کے معنی کو اللہ کے سپرد کر دیا جائے کہ اللہ ہی اس کے معنی بہتر جانتا ہے۔ اس تناظر میں مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کو محکمات کی بجائے متشابہات میں شمار کرتے ہوئے مسلک تفویض کے تحت یوں ترجمہ کرتے ہیں: **"جس دِن ایک ساق کھولی جائے گی جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے۔"** اس آیت میں بھی آپ نے "استہزا" اور "استوا" کی طرح "ساق" کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ اسے یونہی رکھا کیوں کہ اردو میں "ساق" کے جو بھی معنی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں بلکہ ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر محال ہے مسلک تفویض کے تحت اس طرف اشارہ فرمایا کہ "ساق" کے جو بھی معنی ہیں وہ اللہ ہی جانتا ہے اس لیے اس کے حقیقی و یقینی معنی کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے میں ہی ایمان کی امان ہے۔

"آپ لکھتے ہیں کہ (متشابہات) کے کچھ معنی نہ کئے جائیں، اس طریق پر اصلاً ترجمہ کی اجازت ہی نہیں کہ جب معنی (استہزا، ساق، استوا) ہم جانتے ہی نہیں تو ترجمہ کیا کریں، امیر المومنین سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر میں منتہائے علم بس اس قدر ہے کہ کہیں، ہم ان پر ایمان لائے کتاب الاسماء سے گزرا کہ ہمارے اصحاب متقدمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم استوا کے کچھ معنی نہ کہتے نہ اس میں اصلاً زبان کھولتے۔ امام سفیان کا ارشاد گزرا کہ ان کی تفسیر یہی ہے کہ تلاوت کیجئے اور خاموش رہیے، کسی کو جائز نہیں کہ عربی یا فارسی کسی زبان میں اس کے معنی کہے۔(۱۵)

مذکورہ حقائق سے معلوم ہوا کہ آیات متشابہات میں سے بعض ایسی ہیں جس کے ظاہری معنی ہمیں سمجھ نہیں آتے۔ جیسے حروف مقطعات اور بعض ایسی آیات ہیں جس کا مفہوم اپنے ماحول کے تناظر میں سمجھ آتا ہے۔ جیسے استویٰ، ید، وجہ، ساق، اِیتان اور نزول وغیرہا تو فرقہ مجسمہ کا عقیدہ تجسیم ابھرتا ہے اور اگر ان صفات کا انکار کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی صفات کے انکار کا الزام لازم آتا ہے۔ جو ممکن نہیں۔ اس سلسلے میں سوادِ اعظم اہلِ سنّت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم اور زمان و مکان سے مبرہ و منزہ ہے اس لیے مذکورہ صفات کے ظاہری مفہوم کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ انسانی صفات جیسی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ضرور ہیں ان پر ایمان لانا واجب ہے مگر ان کی کیفیات مجہول ہیں۔ ان کی صورت، کنہ اور کیفیت سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے ان صفات کے حقیقی معنی اللہ کے سپرد ہیں اور اس میں سینگ لڑانے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے مجسمہ کے برعکس سواد اعظم اہلِ سنّت، آیات متشابہات

میں مسلک تفویض کے قائل ہیں جو صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ اور محدثین کا مسلک ہے۔ اس لیے مترجم قرآن کے لیے نہایت ضروری ہے کہ اسے متشابہات سے متعلق سواد اعظم اہلِ سنّت کے مسلک تفویض کی مکمل شناسائی ہو۔ تبھی وہ آیات متشابہات سے متعلق اہلِ سنّت کی صحیح ترجمانی کرسکے گا۔ اگر مترجم نے استویٰ کے معنی بیٹھنا، ساق کے معنی پنڈلی، وجہ کے معنی چہرہ اور نزول کے معنی اترنا، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کردیئے تو اس کا ایسا ترجمہ فرقہ مجسمہ کا ترجمان تو ہوسکتا ہے سوادِ اعظم اہلِ سنّت کا نہیں۔

اس پس منظر میں مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ اربعہ اور محدثین کے مسلک تفویض کے داعی ہی نہیں بلکہ فرقہ مجسمہ کی اصلاح اور مسلک تفویض کی تائید میں ایک مستند رسالہ "قوارع القهار على المجسمة الفجار" تصنیف فرمایا جس کا عربی ترجمہ بھی شائع ہوچکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ آیت کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس حقیقت کا تعین کرتے ہیں کہ آیا آیت کا تعلق محکمات سے ہے یا متشابہات سے۔ اگر آیت کا تعلق متشابہات سے ہے تو آپ مسلک تفویض کے تحت رہنمائی فرماتے ہیں۔ مثلاً حروف مقطعات کا شمار متشابہات میں ہوتا ہے جس کے بہ ظاہر معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ اس لیے آپ مسلک تفویض پر کاربند رہتے ہوئے ان کی کیفیت بیان نہیں کرتے۔ جبکہ بعض ان کی تاویل کی طرف بھی گئے ہیں۔

اسی طرح بعض متشابہات ایسی ہیں جس کا مفہوم تو سمجھ میں آتا ہے مگر ان کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے آپ اس قسم کی متشابہات کی صورت، کنہ اور کیفیت مسلک تفویض کے تحت بیان نہیں کرتے جیسے استہزا، استویٰ، ساق، ان صفات کا جو مفہوم ہمارے ذہن میں آتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مبرہ و منزہ ہے یہی وجہ ہے کہ آپ اس کا مفہوم بھی اردو زبان میں بیان نہیں کرتے۔ ترجمے میں استہزا، ساق اور استویٰ کو من و عن استعمال کرتے ہیں کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ان پر ایمان لانا واجب ہے اور یہ ہماری مثل بھی نہیں بلکہ کیفیت مجہول ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ اس کے حقیقی معنی اللہ کے سپرد کرتے ہوئے ان کا ترجمہ مسلک تفویض کے تحت یوں کرتے ہیں:

(۱)۔ پھر عرش پر استوا فرمایا، (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

(۲)۔ اللہ ان سے استہزا فرماتا، (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

(۳)۔ جس دِن ساق کھولی جائے گی (جس کے معنی اللہ ہی جانتا ہے)

اس تحقیق کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کنزالایمان سواد اعظم اہلِ سنّت کے مسلک تفویض کا موید و ترجمان ہے۔ جبکہ دیگر مترجمین نے ان آیات کا ترجمے کرتے ہوئے مسلک تفویض سے انحراف برتا اور فرقہ مجسمہ کی تائید میں اس طرح ترجمہ کر بیٹھے:

(۱)۔ پھر تخت پر چڑھا۔

(۲)۔ اللہ ان سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

(۳)۔ جس دِن (حق تعالیٰ) کی پنڈلی کھولی جائے گی

**حوالہ جات:**


(۱)۔ سُورَۃُ اٰلِ عِمرٰن، آیت ۷۔

(۲)۔ احمد رضا خاں امام، فتوٰی رضویہ، ج۲۹، ص۱۲۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

(۳)۔ نفسِ مصدر سابق، ص۱۲۱۔

(۴)۔ نفسِ مصدر سابق، ص۱۲۲۔

(۵)۔ نفسِ مصدر سابق، ص۱۱۷۔

(۶)۔ نفسِ مصدر سابق، ص۱۲۴۔

(۷)۔ نفسِ مصدر سابق، ص۱۱۶۔

(۸)۔ نفسِ مصدر سابق، ص۱۳۱۔

(۹)۔ محمد حنیف رضوی، مولانا، جامع الاحادیث، جلد۸، ص۱۶۴، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور۔

(۱۰)۔ سُوْرَۃُ الْفَتْح، آیت ۱۰۔

(۱۱)۔ محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفتی اعظم ہند، الملفوظ معروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ چہارم، ص۵۱۳، مطبوعہ مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی)۔

(۱۲)۔ سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۔

(۱۳)۔ سورۃ الاعراف: آیت ۵۴۔

(۱۴)۔ سورۃ القلم: آیت ۴۲۔

(۱۵)۔ احمد رضا خاں امام، فتوٰی رضویہ، ج۲۹، ص۱۷۲، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔

# ممتاز شخصیات کے پیغامات کی روشنی میں تعارف اعلیٰ حضرت

(1986ء تاحال سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس سے ممتاز شخصیات کے پیغامات سے اقتباسات)

قسط اوّل

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

1986ء تا 2017ء سالانہ امام احمد رضا کانفرنسوں میں ممتاز شخصیات کے پیغامات میں سے چند پیغامات کے اقتباسات:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی 1986ء میں جب رجسٹریشن ہوگئی اور پہلی مجلس عاملہ تشکیل پاگئی تو اس کے پہلے اجلاس میں جہاں کئی عمدہ تجاویز سامنے آئیں ان میں سے اہم ترین تجویز محترم جناب منظور جیلانی صاحب کی یہ تھی کہ جب سالانہ کانفرنس کا انعقاد ہو تو اس کی فنڈنگ کے لیے اشتہارات حاصل کیے جائیں اور ان اشتہارات کو مجلہ امام احمد رضا نفرنس میں شائع کئے جائیں، لیکن شرط یہ رکھی جائے کہ اشتہار میں کسی جاندار کی تصویر نہیں ہوگی۔ چنانچہ اس پر عمل شروع ہوا اور یہ بھی طے پایا کہ اس سوینئر میں ممتاز شخصیات کے پیغامات بھی حاصل کیے جائیں اور امام احمد رضا کی تعلیمات کے حوالے سے چھوٹے چھوٹے مضامین یا اچھے مقالات میں سے کچھ اقتباسات بھی شامل کیے جائیں۔ اس سارے کام کی ذمہ داری منظور حسین جیلانی صاحب کو دے دی گئی۔ انہوں نے نہایت دلجمعی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دیا اور پہلے سوینئر یعنی پہلے مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کے لیے ان تینوں کاموں کے ساتھ ساتھ اس مجلہ کے سرورق کے لیے کراچی کے سب سے بڑے آرٹسٹ سے ایک نہایت خوبصورت ٹائیٹل بھی بنوایا جو سب ہی کو پسند آیا اور اس مجلہ کو جناب منظور حسین جیلانی صاحب ہی نے ترتیب دیا۔ جس میں اشتہارات کے علاوہ پیغامات اور مختصر مضامین بھی تھے۔ اس سوینئر میں جناب علامہ شمس الحسن شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس عاملہ کے تمام اراکین کا مختصر تعارف بھی لکھا یہ پہلا مجلہ 1986ء کی کانفرنس پر شائع کیا گیا تھا اس مجلہ میں منظور حسین جیلانی صاحب کے لیے شمس بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو تعارفی کلمات لکھے وہ ملاحظہ کیجئے:

"ایک صالح اور پاکباز نوجوان ہیں، حبیب بینک کراچی میں A.V.P کے منصب پر فائز ہیں۔ بریلی شریف آپ کا مولد بھی ہے اور مسلکاً بھی آپ بریلوی ہیں۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت اور محبت آپ کی رگ وپے میں جاری و ساری ہے اسی عقیدت و محبت کا نتیجہ ہے کہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا آپ کی کوششوں کا مرکز اور محور ہے۔ شب و روز ادارے کی ترقی اور اس کی فلاح میں مصروفِ عمل ہیں۔ مطبوعات ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا میں آپ کی مساعی ادارے کے لیے موجب فروغ وباعث کامرانی ہے۔"

(پہلا مجلہ، امام احمد رضا، کانفرنس 1986ء، ص 8-7)

اس پہلے مجلّہ میں جن ممتاز شخصیات کے پیغامات شائع ہوئے ان کے اسماء ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔ پیر سید ناطاہر علاؤالدین قادری بغدادی۔
(۲)۔ سید غوث علی شاہ (وزیر اعلیٰ سندھ)۔
(۳)۔ حاجی محمد حنیف طیب، وفاقی وزیر پیٹرولیم، حکومت پاکستان۔
(۴)۔ مقبول احمد خاں، وفاقی وزیر مملکت برائے وزارت مذہبی امور۔
(۵)۔ میر نواز خان مروت، وفاقی وزیر مملکت برائے انصاف و پارلیمانی امور۔
(۶)۔ حکیم محمد سعید، بانی ہمدرد، پاکستان۔
(۷)۔ مولانا مفتی تقدس علی خاں، سرپرست اعلیٰ ادارہ۔

(۸)۔ حضرت خواجہ ابوالخیر محمد عبد اللہ جان نقشبندی مجددی۔
(۹)۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی۔
(۱۰)۔ حاجی عبد الحبیب۔ (یونین بسکٹ والے)

یہاں صرف حکیم محمد سعید کے پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"گزشتہ صدی ہجری کے مشاہیر اور اکابر علماء میں حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی جامعیت اور علوم اسلامیہ میں گہری بصیرت کی وجہ سے خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ وہ مفسر، مفتی، شارح اور نکتہ رس محشی نیز متعدد اہم موضوعات پر کثیر در کثیر کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کے تفقہہ کا اعتراف اس دور میں بھی کیا گیا اور آج بھی کیا جارہا ہے۔ دین سے ان کی والہانہ وابستگی اور ان کا علمی اشتغال ان کی کتاب زندگی کا درخشاں باب ہے۔ اسلامی فکر و شعور کو عام کرنے اور بے زمام زندگی کو دین سے قریب تر لانے میں انہوں نے تاریخی کارنامہ انجام دیا ہے وہ فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کا اخلاص اور ان کا جوشِ عمل سبق آموز ہے۔ ان کی علمی تحریروں کی گہرائی اسلاف کے علمی تبحر کی یاد دلاتی ہے۔"

(حکیم محمد سعید دہلوی، 1986-10-7)

الحمدللہ! اس مجلہ کے ذریعہ ادارے کے کارکنوں کی ہمت بندھائی کیونکہ ایک طرف ادارہ کا بھرپور تعارف ہوا تو دوسری طرف مخیر حضرات اور صاحبان ثروت کے مالی تعاون سے اشتہارات کی صورت میں ادارہ کو بھرپور تعاون حاصل ہوا چنانچہ 1987ء میں منظور حسین جیلانی نے مزید محنت اور کاوش سے مجلہ کو اور بہترین ٹائیٹل کے ساتھ اور بڑی تعداد میں پیغامات اور اشتہارات کے ساتھ شائع کیا۔ یہ مجلہ / امام احمد رضا کانفرنس بھی 1987ء میں منظور حسین جیلانی صاحب نے ترتیب دیا۔ اس دوسرے مجلہ کے اندر جن مقتدر حضرات کے پیغامات شائع ہوئے ان کے اسماء ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق، صدر حکومت پاکستان۔
(۲)۔ جناب سید غوث علی شاہ، وزیر اعلیٰ حکومت، سندھ۔
(۳)۔ حاجی محمد حنیف طیب، وفاقی وزیر ہاوسنگ و تعمیرات۔
(۴)۔ حاجی محمد سیف اللہ خاں، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور۔
(۵)۔ جناب محمد یوسف، سیکریٹری برائے مذہبی امور حکومت پاکستان۔
(۶)۔ محمد عباس باوزیر، صوبائی وزیر برائے لیبر و اوقاف و مذہبی امور، حکومت سندھ۔
(۷)۔ پروفیسر پریشان خٹک، چیئرمین اکادمی ادبیات، پاکستان۔
(۸)۔ ڈاکٹر وحید قریشی، صدر نشین مقتدرہ قومی زبان۔
(۹)۔ پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین، وائس چانسلر، جامعہ کراچی۔
(۱۰)۔ حکیم محمد سعید، چیئرمین ہمدرد ٹرسٹ۔
(۱۱)۔ پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ناظم تعلیماتِ حکومت بلوچستان۔
(۱۲)۔ میر خلیل الرحمٰن، ایڈیٹر انچیف، روزنامہ جنگ۔

مجلّہ 1987ء میں سب سے اہم پیغام صدر جمہوریہ پاکستان جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کا تھا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی برصغیر کی ایک ممتاز، معروف و مقتدر شخصیت تھے۔ جنھوں نے اپنی زندگی دینِ اسلام کے فروغ کے لیے وقف کررکھی تھی۔ انہوں نے اپنی گفتار، کردار اور بے شمار کتب کے ذریعہ یہ فریضہ انجام دیا اور لاکھوں فرزندانِ توحید کے دلوں میں عشق حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شمعیں فروزاں کیں جو آج تک قریہ قریہ اور کوچہ کوچہ میں کرنیں بکھیر رہی ہیں۔ خاص کر ان کا سلام "مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" بچے بچے کی زباں پر ہے۔ انہوں نے اپنی بے شمار تحریروں کے ذریعہ جو گلہائے

عقیدت نچھاور کئے ہیں ان کی خوشبو عشاقِ نبی ﷺ کے مشامِ جاں کو قیامت تک معطر کرتی رہے گی۔"

(مجلّہ امام احمد رضا، کانفرنس 1987ء، ص 17)

محترم منظور حسین جیلانی کو ان کے کارناموں پر چونکہ مسلسل پذیرائی مل رہی تھی اور ادارہ کے سرپرست حضرات ان کی خدمات کو سراہ رہے تھے تو وہ بھی خوب سے خوب کی تلاش میں رہتے اور مجلّہ کو اور بہتر سے بہتر بنانے کی جستجو کرتے رہتے تھے چنانچہ تیسرے مجلہ کی اشاعت پر انہوں نے پاکستان کے مشہور آرٹسٹ جناب صادقین صاحب کے قرآنی آیات کی گرافک سے سورۃ رحمٰن کی آیت کریمہ کا گرافک آرٹ مجلّہ 1988ء کے سرورق کے لیے انتخاب کیا جو بہت پسند کیا گیا۔ اس تیسرے مجلہ کی اشاعت پر منظور حسین جیلانی صاحب کو مجلّہ کا کمیٹی کا ناظم اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ اس مجلہ میں حسب روایات ملک کی اہم شخصیات سے پیغامات حاصل کیے گئے جن میں اہم نام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)۔ جسٹس نعیم الدین، جج سپریم کورٹ آف پاکستان۔

(۲)۔ ڈاکٹر عبدالواحد ھالے پوتا، چیئرمین وفاقی نظریاتی کونسل پاکستان۔

(۳)۔ ڈاکٹر این اے بلوچ، ایڈوائزر نیشنل ہجرہ کونسل، پاکستان۔

(۴)۔ جسٹس مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری، جج شرعی کورٹ، پاکستان۔

(۵)۔ چودھری شوکت علی، وفاقی وزیر مذہبی امور۔

(۶)۔ پروفیسر ڈاکٹر مدد علی قادری، صدر انسٹی ٹیوٹ آف لنگویجز، جامعہ سندھ۔

(۷)۔ ڈاکٹر فاروق ستار، میئر بلدیہ عظمیٰ، کراچی۔

(۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر ملک، چیئرمین اسلاملک لرننگ، جامعہ کراچی۔

(۹)۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد صابر، چیئرمین شعبہ تاریخ اسلام، جامعہ کراچی۔

ان تمام پیغامات کو آپ مجلّہ کے تیسرے شمارہ 1988ء میں دیکھ سکتے ہیں اور مطالعہ کرکے امام احمد رضا کی علمی گہرائی سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد ھالے پوتا نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کو امت مسلمہ میں باہمی اتفاق و اتحاد کے لیے اہم قرار دیا ملاحظہ کریں آپ کے پیغام میں سے ایک اقتباس کا خلاصہ:

"اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضاخاں رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کی ایک ایسی عبقری شخصیت ہیں جن کے علمی، فقہی بصیرت مسلمہ ہے۔ ان کے کثیر التعداد کارنامے اس قابل ہیں کہ انہیں عالمی سطح پر پھیلایا جائے ان کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے علمی کمالات اور شیریں سخن اور بے بہا نعتیہ کلام کے ذریعے مسلمانانِ ہند کے دلوں میں جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم مزین کیا۔ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی تصنیفات کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے جس سے قارئین کی علمی سطح نہ صرف بلند ہو گی بلکہ اس میں اس قدر وسعت نظری پیدا ہو گی کہ جس کے طفیل امت مسلمہ میں باہمی اتفاق و اتحاد کی راہیں استوار ہوں گی۔

(مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس، 1988ء، ص 12)

نویں امام احمد رضا کانفرنس کے موقع پر چوتھا مجلّہ بھی ناظم مجلّہ منظور حسین جیلانی کی سربراہی میں نکالا گیا اس کا ٹائیٹل ایک دفعہ پھر سورہ رحمٰن کی ایک آیت کا صادقین صاحب کی گرافک سے عکس لیا گیا "فیھن خیرات حسان فبای الاء ربکما تکذبٰن" اس ٹائیٹل کو بھی بہت سراہا گیا اس میں کثیر اشتہارات کے ساتھ ساتھ چند بہت ہی اہم شخصیات کے پیغامات بھی شامل اشاعت ہوئے ان میں چند اسماء ملاحظہ کریں:

(۱)۔ بے نظیر بھٹو، وزیر اعظم حکومتِ پاکستان۔

(۲)۔ خاں بہادر خاں، وفاقی وزیر مذہبی امور، حکومتِ پاکستان۔
(۳)۔ عبد الرزاق خاں، ڈپٹی اسپیکر سندھ اسمبلی۔
(۴)۔ ڈاکٹر این اے بلوچ، ایڈوائزر نیشنل ہجرہ کونسل، پاکستان۔

پاکستان کی ہی نہیں بلکہ موجودہ تمام اسلامی ممالک جن کی تعداد 50 سے زیادہ ہے اس کی پہلی خاتون وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے پیغام میں امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دور کا دین محمدی کا اعلیٰ سپاہی قرار دیا وہ لکھتی ہیں:

"امام احمد رضا خاں بریلوی جنوبی ایشیاء کی ان شخصیات میں سے تھے جن سے نہ صرف دنیائے علم و فضل نے فائدہ اٹھایا بلکہ عوام بھی ان کے روحانی فیوض سے مستفیض ہوئے۔ آپ اس دور میں پیدا ہوئے جب مسلمانانِ جنوبی ایشیاء دینی رُوحانی، سیاسی و فکری اور معاشرتی و معاشی ناہمواریوں سے دوچار تھے۔ استحصالی اور غاصب قوتیں انہیں ان کے رہے سہے حقوق سے محروم کرنے کے لیے محاذ بنا چکی تھیں۔ ایسے میں دین محمد کے کچھ سپاہی اٹھے اور انہوں نے مسلمانوں کو اپنے اپنے انداز میں بیدار کیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی بھی دینِ محمد کے وہ سپاہی تھے جن کی زندگی عشق رسول سے عبارت رہی۔ انہوں نے مسلمانانِ جنوبی ایشیاء کے دلوں میں عشقِ رسالت کی شمع روشن کی جو ان کا ایک ممتاز اور قابلِ ستائش کارنامہ ہے۔ (مجلّہ امام احمد رضا، کانفرنس، 1989ء، ص 15)

محترم جناب وجاہت رسول قادری صاحب جو اس زمانے میں ادارہ کے نائب صدر تھے اور دو سال سے مجلہ کے لیے اداریہ بعنوان "سخن ہائے گفتنی" لکھ رہے تھے انہوں نے 1989ء کے مجلّہ میں ادارے کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بڑی کامیابی کا ذکر کیا کہ پاکستان ٹیلی وژن نے اپنے ایک پروگرام "ٹی۔ وی انسائیکلوپیڈیا" میں جو 22 جولائی 1989ء کو نشر کیا گیا اس پروگرام میں 15 منٹ کی امام احمد رضا کی علمی کارناموں پر مشتمل ایک دستاویزی فلم پیش کی گئی۔ پہلی مرتبہ ملکی نشریات میں امام احمد رضا کا بھرپور تعارف سامنے آیا جس کو لاکھوں لوگوں نے دیکھا۔ اس دستاویزی فلم بنانے میں جناب وجاہت رسول کی خدمات سب سے زیادہ تھیں اور وہ خود اس مبارک باد کے مستحق تھے۔ الحمد للہ سینکڑوں خطوط اور فون کے ذریعہ ادارے کو بھی مبارک باد دی گئیں۔

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1990ء حسب سابق منظور حسین جیلانی صاحب کی نگرانی میں شائع کیا گیا جس میں ملک کی ممتاز شخصیات کے پیغامات موصول ہوئے جو مجلہ کی زینت بنے ان میں اہم شخصیات کے اسماء ملاحظہ ہوں:

(۱)۔ وسیم سجاد، چیئرمین سینٹ آف پاکستان۔
(۲)۔ چیف جسٹس سجاد علی شاہ، چیف جسٹس سندھ ہائی کورٹ۔
(۳)۔ جسٹس گل محمد خاں، چیف جسٹس فیڈرل شریعت کورٹ، پاکستان۔
(۴)۔ اشتیاق اظہر، صوبائی وزیر مذہبی امور حکومتِ سندھ۔
(۵)۔ پروفیسر ڈاکٹر سید ارتقاق علی، وائس چانسلر جامعہ کراچی۔
(۶)۔ پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری، چیئرمین اردو ڈکشنری بورڈ، پاکستان۔

جسٹس سجاد علی شاہ اپنے پیغام میں رقمطراز ہیں:

"امام احمد رضا خاں بریلوی کی قد آور شخصیت نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیائے اسلام میں جانی پہچانی جاتی ہے آپ ایک جید عالم کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کی زندگی علمی اور ادبی کارناموں کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول سے سرشار تھی اور آپ نے مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسالت کی شمع روشن کی۔"

جسٹس گل محمد آپ کی علمی برتری حیرت انگیز قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو اللہ تعالیٰ نے متنوع کمالات اور صفات سے نوازا تھا۔ علوم جدیدہ اور قدیمہ پر ان کو

حیرت انگیز دسترس حاصل تھی۔ ان کی اب تک شائع شدہ تصنیفات نے دنیا میں مشعل راہ کا درجہ حاصل کیا ہے اور ہر خاص وعام ان سے یکساں مستفید ہوتا ہے۔"

اردو ادب کے انتہائی مستند ادیب، مؤرخ اور تنقید نگار محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتحپوری صاحب نے اپنے طویل پیغام میں امام احمد رضا کو 5 زاویوں سے جانچا اور بتایا کہ جتنا بڑا ذخیرہ علم وادب کا امام احمد رضا نے دیا دوسرے کسی عالم نے نہیں دیا ان کے پیغام میں سے ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"امام احمد رضا خاں بر عظیم پاک وہند کے علماء، وصلحا میں کئی حیثیتوں سے منفرد مقام رکھتے ہیں: (۱)۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مخالفین کے ہزار شور وغوغا کے باوصف "سواد حنفیہ" میں ان کا حلقہ اثر سب سے زیادہ ہے۔ (۲)۔ دوسرے یہ کہ وہ صرف علوم دینی پر ہی نہیں بلکہ کئی علوم دنیاوی پر بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (۳)۔ تیسرے یہ کہ ان کی سیاسی بصیرت بھی اپنے ہم عصر سیاسی مفکرین سے کسی طرح کم نہ تھی بلکہ ان کے شعور سیاسی کو تاریخ ساز کہہ سکتے ہیں اس لیے کہ انہوں نے اور ان کے تلامذہ نے 2 قومی نظریئے کی تائید کی اور قیامِ پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ (۴)۔ چوتھے یہ کہ جنوبی ہند کے ممتاز علمائے دین میں وہ پہلے شخص ہیں جو اردو کے ایک عظیم نعت گو شاعر بھی ہیں۔ (۵)۔ پانچویں یہ کہ قرآن پاک کے مفسر ومترجم اور مفتی دین کی حیثیت میں انہوں نے رسائل وکتب کی صورت میں جتنا بڑا ذخیرۂ علم و ادب ہمیں دیا شاید ان کے ہم عصر کسی دوسرے عالم نے نہیں دیا۔

مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس 1991ء:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے 10 سال مکمل ہونے پر ادارے کی مجلس عاملہ نے ادارے کی جانب سے پہلی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس کرنے کا اہتمام کیا اور یہ کانفرنس صرف کراچی میں نہیں بلکہ لاہور اور اسلام آباد میں بھی کرنے کا اہتمام کیا۔ اس کانفرنس کے موقع پر کئی اسکالرز، مشائخ اور علماء کو دیگر ممالک سے بھی مدعو کیا گیا تھا۔ کراچی میں اس پہلی انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنس انعقاد یکم ستمبر 1991ء کو شیرٹن ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ اس کے دو اجلاس منعقد ہوئے پہلے اجلاس کی صورت لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس میاں محبوب احمد نے کی جب کہ ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے سربراہ علامہ ارشد القادری صاحب بطور مہمانِ خصوصی شریک محفل تھے۔ دیگر اہم مہمانانِ خصوصی میں چیف الیکشن کمشنر جسٹس نعیم الدین، وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی پروفیسر ڈاکٹر ارتفاق علی اور سابق وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب صاحب شامل تھے۔ دعائے خاص کے لیے درگاہ عالیہ کچھوچھہ شریف بھارت کے حضرت شیخ المشائخ شاہ سید مختار الدین اشرفی اسٹیج پر رونق افروز تھے جب کہ ادارے کے صدر جناب علامہ ریاست علی قادری صاحب بھی تمام مہمانوں کے درمیان موجود تھے۔ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی کی تلاوت اور شاعر عصر جناب خالد محمود نقشبندی کی نعت کے بعد پروفیسر ڈاکٹر سید اظہر علی شعبۂ سیاسیات جامعہ کراچی نے منظوم خراجِ عقیدت بعنوان "ہمہ جہت شخصیت" ایک طویل نظم کی صورت میں پیش کیا جس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

دراصل ہے حیاتِ رضا یک لالہ زار
اور اسی میں رنگ ومہک کے گوشے ہیں بیشمار
تصنیف و درس وجہد و تصوف کے برگ وبار
اور حسن نعت گوئی بھی یکتائے روز گار
جو عشق مصطفیٰ کے ہو ماتحت شخصیت
پھر کیوں نہ ہو وہ ایک ہمہ جہت شخصیت

اس کے بعد پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد شمسی پروفیسر شعبہ فلسفہ جامعہ کراچی نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علم فلکیات کے حوالے سے مقالہ پیش کیا، اس کے بعد ملائیشیا کے ریسرچ اسکالر محمد زوادی نے انگریزی میں امام احمد رضا کے علوم پر مقالہ پیش کیا، بنگلہ دیش کے مولانا اسرائیل نے اپنے مقالے میں امام احمد رضا کو طریقت میں غوث اعظم کا اور شریعت میں امام اعظم کا دورِ حاضر کا جانشین قرار دیا۔ دہلی سے آئے ہوئے علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی عربی شاعری پر مقالہ پیش کیا۔

انڈیا سے آئے ہوئے ایک اور ریسرچ اسکالر جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم جن کا تعلق ہمدرد یونیورسٹی دہلی سے تھا امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے دو قومی نظریہ پر گفتگو فرمائی۔ بریلی کالج کے پروفیسر ڈاکٹر محمود بریلوی نے بھی اپنا مقالہ بعنوان ایک عبقری شخصیت پیش کیا جب کہ ذاکر حسین انسٹی ٹیوٹ دہلی کے پروفیسر ڈاکٹر سید جمال الدین نے بھی امام احمد رضا کی سیاسی فکر پر مقالہ پیش کیا۔ خطبہ صدارت سے قبل علامہ سید ریاست علی قادری نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ خطبہ صدارت کرتے ہوئے جسٹس محبوب نے ارشاد فرمایا برصغیر کی تاریخ میں جب بھی عزم و ثبات فکر و عمل اور محبت و یقین کی تاریخ رقم کی جائے گی تو مولانا شاہ امام احمد رضا کا اسم گرامی باب اوّل میں زرین حروف سے رقم ہو گا آپ نے مزید فرمایا کہ ڈاکٹر محمد اقبال شاعرِ مشرق کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے ذہن و فکر کو قرآن کی طرف موڑا اور مولانا احمد رضا کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے قلوب کو صاحب قرآن کی طرف موڑا۔

اسی کانفرنس کا دوسرا اجلاس بعد مغرب منعقد ہوا اس کی صدارت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی جبکہ معروف ادیب و دانشور اور سابق وفاقی وزیر مذہبی امور جناب کوثر نیازی صاحب مہمانِ خصوصی تھے اس اجلاس کے خاص مہمانوں میں علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی، جسٹس ظہور الحق، جسٹس مظہر علی، پروفیسر شاہ فرید الحق، مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، علامہ شمس بریلوی اور سابق شیخ الجامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر منظور الدین احمد شامل تھے۔ مقالات کے بعد مہمانِ خصوصی جناب کوثر نیازی صاحب نے ایک کلیدی خطبہ پیش کیا جس کے چند کلمات اختصار کے ساتھ ملاحظہ کیجیے:

(۱)۔ امام احمد رضا ایک سچے عاشق رسول تھے۔
(۲)۔ امام احمد رضا نے 70 سال پہلے گستاخانِ رسول کے خلاف فتویٰ دیا تھا وہ ہمارے لیے قابلِ مطالعہ ہے۔ (۳)۔ امام احمد رضا جیسی شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔
(۴)۔ دو قومی نظریہ کے حوالے سے فرمایا کہ قائد اعظم اور علامہ اقبال مقتدی ہیں اور امام احمد رضا مقتدا ہیں۔
(۵)۔ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام کو انہوں نے اردو زبان کا قصیدہ بردہ قرار دیا اور اس کو آفاقی سلام بھی قرار دیا۔

مجلّہ کے ناظم جناب منظور حسین جیلانی صاحب نے اس مجلّہ کو خوب سے خوب تر بنانے کی بھرپور کوشش کی اور اس میں وہ بہت زیادہ کامیاب ہوئے۔ ایک طرف کثیر تعداد میں اشتہارات کا حصول ہوا تو دوسری طرف بڑی بڑی اہم شخصیات کے پیغامات بھی حاصل کیے جس میں چند نام بہت اہم ہیں:

(۱)۔ جسٹس نعیم الدین صاحب۔
(۲)۔ وفاقی وزیر جناب سید فخر امام صاحب۔
(۳)۔ جسٹس (ر) محمد مظہر علی۔
(۴)۔ شیخ الجامعہ جامعہ کراچی پروفیسر ڈاکٹر سید ارتفاق علی۔
(۵)۔ جسٹس محبوب احمد، لاہور ہائی کورٹ۔
(۶)۔ پروفیسر جمیل اختر شعبہ اردو جامعہ کراچی۔
(۷)۔ پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد چیئرمین شعبہ اسلامک ہسٹری، جامعہ کراچی۔
(۸)۔ پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی۔

پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد نے پیغام میں اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ اس سال بطور خاص بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد اس بات کی صاف دلیل ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی شہرت و مقبولیت برصغیر پاک وہند سے آگے بڑھ کر دنیا کے دوسرے ممالک تک پھیل گئی ہے۔ چنانچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مولانا موصوف کی شخصیت پر اس وقت جامعہ کراچی کے علاوہ متعدد عالمی جامعات میں تحقیقی کام ہو رہا ہے یہاں تک کہ ابھی حال ہی میں ایک غیر مسلم طالبہ ڈاکٹر اوشا سانیال نے امریکہ سے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی شخصیت پر Ph.D کی ڈگری حاصل کی ہے۔(پیغام، پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، ص23)

پروفیسر جمیل اختر خاں صدر شعبہ اردو، جامعہ کراچی، ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے کاموں اور اس کانفرنس کے انعقاد کے حوالے سے اپنے پیغام میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"گزشتہ برسوں میں علامہ صاحب کی علمی، سیاسی اور دینی کارناموں کی روشناسی اور تحقیق کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر علامہ موصوف کی ہمہ جہت علمی کام اور ان کی زندگی اور شخصیت پر تحریر و تصنیف کے ایک نئے دور کا آغاز کیا ہے۔ علامہ مرحوم کی 72 ویں عرس کے موقع پر اس ادارے کی جانب سے ایک بین الاقوامی علمی کانفرنس کا انعقاد بھی اس سلسلہ کی ایک گراں قدر کڑی ہے جس میں ایشیاء، یورپ اور امریکہ سے فضلائے عصر شرکت فرما کر اپنے علمی اور تحقیقی مقالوں سے انیسویں صدی کی اس قد آور علمی شخصیت کے احوال و آثار پر دید و دانش کا مظاہرہ فرمائیں گے۔" (پیغام، پروفیسر جمیل اختر خاں، ص22)

جامعہ کراچی کی فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز کے ڈین یعنی رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ و ڈائیریکٹر شیخ زید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی نے اپنے پیغام میں جامعہ کراچی کے امام احمد رضا پر Ph.D کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں جامعہ کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ امام احمد رضا پر سب سے پہلے اس جامعہ سے Ph.D کا سلسلہ شروع ہوا ہے جو ایک اعزاز کی بات ہے آپ رقمطراز ہیں:

"1856ء کے بعد بلاشبہ امام احمد رضا بریلوی ہی کی ایک نابغۂ روزگار شخصیت نظر آتی ہے جس نے مسلمانانِ ہند کے دینی و سیاسی و تعلیمی و اصلاحی مسائل کے حل کے لیے عملی اقدامات کئے اور انہیں ایک بندۂ مومن کی طرح زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا۔ یہ تاریخی حقائق ہیں کہ وہ بیک وقت کئی علوم و فنون پر مکمل دسترس رکھتے تھے اور ایسے عالم باعمل کبھی صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے چھوڑے ہوئے علمی و فکری خزانے سے تشنگان علم فیضیاب ہوئے، ہوتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔

ایسے اہم موقع پر یہ بات واضح کرتا چلوں کہ پاکستان کی جامعات میں سب سے پہلے جامعہ کراچی کلیہ معارفِ اسلامیہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ کئی طالب علم جو جامعہ کے اساتذہ بھی ہیں اس شعبہ میں امام احمد رضا کی علمی و فکری، تحریکی و سیاسی شخصیت کے حوالے سے Ph.D کے تحقیقی مقالات لکھ رہے ہیں۔ ان میں بعض مقالات مکمل ہوچکے ہیں اور بعض تکمیل کے مراحل میں ہیں جو حضرات اس مقتدر اور ذی علم شخصیت کے علمی و دینی کارناموں کو بین الاقوامی تحقیقی معیار پر اجاگر کرنے میں مصروف عمل ہیں ان میں پروفیسر مجید اللہ قادری استاد شعبہ ارضیات جامعہ کراچی، جناب استاد مولانا سید رئیس احمد شعبہ علوم اسلامی اور جناب محمد اسحاق مدنی اور عاشق حسین چغتائی شامل ہیں۔" (پیغام، پروفیسر ڈاکٹر امتیاز احمد، رئیس کلیہ معارفِ اسلامیہ، ص24)

(جاری ہے۔۔۔۔)

# امام اعظم ابو حنیفہ علمی خدمات و خصوصیات

ڈاکٹر محمد حسن امام

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ء میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ امام اعظم خود فرماتے ہیں کہ میں (۸۰ء) میں پیدا ہوا اور اپنے والد کے ساتھ (۹۶ھ) میں، میں نے حج کیا۔ اس وقت میری عمر سولہ (۱۶) سال کی تھی۔ جب میں مسجد الحرام میں گیا تو بہت سے لوگوں کو حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا یہ کس بزرگ کا حلقہ ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ حلقہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کا ہے تو میں آگے بڑھا اور ان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے دین کی مکمل سمجھ اور اس کا علم حاصل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرمائے گا جہاں اس کو گمان بھی نہ ہو گا۔ آپ کے والد حضرت ثابت کا بچپن اپنے باپ کی گود میں گزار اور جوانی میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے۔ تجارت کا سلسلہ باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ زندگی آرام سے گزرتی رہی۔ کب شادی کی؟ تاریخ اس سلسلے میں خاموش ہے۔ البتہ اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ ۴۰ سال کی عمر میں خدا نے ثابت کو ایک فرزند عطا کیا۔ والدین نے نعمان نام رکھا، آگے چل کر اس بچہ نے ابو حنیفہ کی کنیت اختیار کی اور امام اعظم کے لقب سے پکارا گیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عبد الملک بن مروان خلیفہ تھا اور حجاج بن یوسف عراق کا گورنر تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے تشریف لے گئے ہوئے اگرچہ ۷۰ سال کے قریب ہو چکے تھے۔ مگر پھر بھی ملک میں حسبِ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیات تھے۔

□۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۹۳ھ میں وفات پائی،

□۔ حضرت سہیل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ ۹۱ھ میں وفات پائی۔

□۔ حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ ۱۰۰ھ میں وفات پائی۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دو صحابیوں سے ملاقات کا شرف حاصل رہا، اور ان کی صحبت اختیار کی، ایک حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ابو طفیل عامر رضی اللہ عنہ۔

آپ کا بچپن ایک پر آشوب دور تھا۔ حجاج بن یوسف (المتوفی ۹۵ھ) عراق کا حاکم تھا۔ اور مذہبی تصادم اپنے عروج پر تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز (المتوفی ۱۰۱ھ) کے دور میں اسلامی دنیا کو کسی قدر سکون نصیب ہوا۔ ظالم عمال حکومت معزول کر دیئے گئے اور علوم مذہبی کی طرف خصوصی توجہ دی گئی۔ غرضیکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اب وہ موقع آیا کہ آپ تحصیل علم کی طرف مناسب توجہ دے سکیں۔ ان دنوں آپ کوفے میں ایک قسم کا ریشمی کپڑا بنایا کرتے اور اس کی تجارت کرتے تھے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ جو ابتدائی مذہبی تعلیم اپنے گھر پر حاصل کر چکے تھے۔ استاد کی تلاش کرنے لگے، تاکہ حدیث وفقہ کا علم حاصل کیا جائے۔ اس زمانہ میں جناب حماد رحمۃ اللہ علیہ کوفہ کے مشہور عالم اور استاد وقت تھے۔ بہت خوش حال تھے۔ گھر پر ایک مدرسہ کھول رکھا تھا۔ جو کوفہ کا سب سے بڑا اور مشہور مدرسہ سمجھا جاتا تھا۔

اس کے ساتھ ساتھ اپنے استاد محترم حماد (المتوفی ۱۲۰ھ) کے درسوں میں شریک ہوتے تھے۔ یہاں آپ نے علم کلام اور فقہ کی طرف خصوصی توجہ دی۔ حضرت حماد کے انتقال کے بعد کوفہ میں فقہ پر سب سے زیادہ ممتاز حیثیت کے مالک آپ ہی تھے۔

اس مختصر سے زمانہ میں امام اعظم نے اپنی غیر معمولی ذہانت طبع کے باعث تمام حلقہ درس میں ایک خاص مقام حاصل کریں۔ اور استاد کی توجہ کا مرکز بن گئے۔ کوفہ کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بصرہ تشریف لے گئے اور جناب قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہوئے، حضرت قتادہ بصرہ کے مشہور محدث اور تابعی تھے، اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی شاگردی کا فخر رکھتے تھے۔ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ بھی بڑے رتبہ کے محدث تھے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فن حدیث میں ان کو امیر المؤمنین کہا کرتے تھے۔ یہ دونوں حضرات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور فہم وفراست کی اکثر تعریف کیا کرتے تھے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ حماد کے علاوہ اور علماء سے بھی فقہ کی تحصیل کی لیکن وہ اس فن خاص میں حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تربیت یافتہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعظیم کرتے اگرچہ فقہ میں امام موصوف نے زیادہ تر حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ ہی کا حلقہ درس کافی سمجھا تھا، لیکن علم حدیث میں یہ قناعت ممکن نہ تھی۔ یہاں صرف ذہانت اور اجتہاد سے کام نہیں چل سکتا تھا۔ بلکہ درایت کے ساتھ روایت کی ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں طریق روایت میں اس قدر اختلافات پیدا ہوگئے تھے۔ کہ ایک حدیث جب تک متعدد طریقوں سے معلوم نہ ہو، اس کے مفہوم اور تعبیر کا ٹھیک ٹھیک تعین دشوار تھا۔ امام اعظم کو حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اور پختگی عمر نے ان ضرورتوں سے اچھی طرح آگاہ کردیا تھا۔ اس لیے نہایت سعی و اہتمام سے حدیثوں کو بہم پہنچانے پر آپ نے توجہ دی تقریباً کوفہ میں کوئی ایسا محدث باقی نہ تھا۔ جس کے درس میں امام اعظم نے زانوئے تلمیذ نہ کیا ہو آپ کو ان مختلف اور متعدد درسگاہوں سے اگرچہ احادیث کا بڑا ذخیرہ ہاتھ آیا۔ تاہم تکمیل کی سند حاصل کرنے کے لیے آپ نے حرمین میں جانا ضروری سمجھا جہاں علوم مذہبی کے اصل اور بڑے مراکز تھے۔

جس زمانے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ مکہ المکرمہ پہنچے، درس وتدریس کا بہت بڑا مرکز و چرچا تھا۔ حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ درس سب سے زیادہ وسیع اور مستند تھا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ استفادہ کی خاطر حاضر خدمت ہوئے تو عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے پوچھا "تمہارا عقیدہ کیا ہے؟" "میں اسلاف کو برا نہیں کہتا، گناہگار کو کافر نہیں سمجھتا، قضا و قدر کا قائل ہوں"۔ تو پھر حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے درس میں بیٹھے کی اجازت دے دی۔

روز بروز ان کی ذہانت وطباعی کے جوہر ظاہر ہوتے گئے۔ اور پھر یہ عالم تھا کہ جب وہ حلقہ درس میں جاتے تو عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ آپ کو اپنے پہلو میں جگہ دینے لگے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو آپ حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور حضرت سلیمان سے بھی ملے اور ان سے احادیث بھی روایت کیں۔ امام اعظم کی طلب علم کی مسافت گرچہ مدینہ منورہ تک محدود ہے۔ تاہم آپ نے تحصیل علم کا سلسلہ آخر زندگی تک جاری رکھا۔ آپ اکثر حرمین جاتے اور پھر مہینوں وہاں قیام کرتے۔

حج کے زمانے میں ممالک اسلامیہ کے ہر گوشے سے بڑے بڑے اہل علم اور صاحبان کمال آکر جمع ہوتے۔ امام اعظم اکثر ان لوگوں سے ملتے اور مستفید ہوتے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ کی شہرت دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ یہاں تک کہ ظاہر بینوں نے آپ کو "قیاس" مشہور کردیا تھا۔ ان ہی دنوں آپ کے شاگرد عبد اللہ بن مبارک نے بیروت کا سفر کیا کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے فن حدیث کی تکمیل کریں۔ پہلی ہی ملاقات پھر انہوں نے عبد اللہ بن مبارک سے پوچھا" کوفہ میں ابو حنیفہ کون ہے۔ جو دین میں نئی باتیں نکالتا ہے؟" ابن

مبارک نے کچھ جواب نہ دیا اور گھر چلے آئے۔ دو تین دن کے بعد پھر گئے تو کچھ اجزاء اپنے ساتھ لیتے گئے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اجزا لے کر پڑھے۔ لکھا تھا۔۔۔ قال نعمان بن ثابت دیر تک غور سے دیکھتے رہے پھر پوچھا "یہ نعمان کون بزرگ ہیں؟"

"عراق کے ایک صاحب جن کی صحبت میں میں رہا ہوں، جن کو آپ متبدع بتاتے تھے۔"

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی طرح آپ کی ذہانت اور طباعی بھی ضرب المثل تھی اس غیر معمولی ذہانت نے عظیم الشان ذخیرہ علم پر تصرف کر کے آپ کو بانیان علوم کی صف میں لا کھڑا کیا۔ امام ابن مبارک کے الفاظ میں "آثار اور فقہ فی الحدیث کے لیے ایک "مقیاس" صحیح پیدا کرنا وہ لازوال علمی کارنامہ ہے جو ہمیشہ امام ابو حنیفہ کے نام سے منسوب رہے گا۔" اس کو بعض محدثین نے "رائے" کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ اس "مقیاس" اور "رائے" نے فقہ کے متعدد ابواب مرتب کروائے۔ امام ابو حنیفہ نے جس قدر مسائل مدون کیا ان کی تعداد بارہ لاکھ نوے ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ امام اعظم نے جس طریقے سے فقہ کی تدوین کا ارادہ کیا تھا، وہ نہایت وسیع اور دشوار کام تھا۔ اس لیے آپ نے اتنے بڑے اور اہم کام کو محض اپنی ذاتی رائے اور معلومات پر منحصر کرنا نہیں چاہا۔ اسی غرض سے انہوں نے اپنے شاگردوں میں سے چالیس نامور اشخاص منتخب کیے اور ان کی ایک مجلس بنائی۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر ایک سرسری نگاہ ڈالی جائے تو اس میں بھی آپ کی ہمہ جہت شخصیت ممتاز و یگانہ دکھائی دیتی ہے۔

حضرت حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اپنے شریک کے پاس تجارت کے لیے کپڑے کے تھان بھیجے جن میں سے ایک تھان میں کوئی نقص اور عیب تھا، آپ نے اپنے شریک سے کہا کہ جب اس تھان کو فروخت کرنا تو اس کا عیب بیان کر دینا، شریک نے اس تھان کو فروخت کر دیا اور خریدنے والے سے اس کا عیب بیان کرنا بھول گیا اور بعد میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص کے ہاتھ وہ تھان فروخت کیا تھا۔ امام اعظم کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے ۳۰ ہزار درہم کی مالیت کے ان تمام تھانوں کی قیمت صدقہ کر دی اور اپنے شریک سے جدا ہو گئے۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں کوفہ پہنچا اور پوچھا کہ یہاں سب سے بڑا زاہد کون شخص ہے؟ سب لوگوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ امام احمد رضا خاں محدّث حنفی بریلی قدس سرّہ امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: "حضرت ابو مطیع بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کوفہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سفیان ثوری، مقاتل بن حبّان، حماد بن سلمہ، حضرت سید امام جعفر صادق اور دیگر فقہاء تشریف لائے۔ تو انہوں نے آپ سے مکالمہ اور مباحثہ کیا اور کہا کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ دین میں قیاس کو ترجیح دیتے ہیں اور ہمیں اس بات سے خوف وڈر ہے کیوں کہ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس لعین ہے۔ یہ مکالمہ جمعہ کی صبح سے زوال تک جاری رہا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل و براہین کی روشنی میں مذہب حنفی کی صداقت و حقانیت کو واضح طور پر بیان کر دیا۔ اور کہا میرے نزدیک سب میں مقدم کتاب اللہ ہے پھر سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قول اور عمل صحابہ اس کے باوجود بھی کوئی نتیجہ بر آمد نہیں ہوتا تو اس وقت قیاس کرتا ہوں۔ جب اس کلام مبارک کو ان اصحاب حدیث و فقہ نے سنا تو سب نے کھڑے ہو کہ آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ

آپ تو علماء کے سردار ہیں۔ ہماری بھول کو درگزر فرما دیجئے، کہ ہم نے بغیر تحقیق کے آپ کے متعلق ایسی باتوں پر یقین کرلیا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین!"

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف کے بارے میں فرمایا کہ "امام اعظم محارم سے شدید اجتناب کرتے تھے آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں انتہائی مجاہدہ کرتے۔ اہلِ دنیا کے منہ پر کبھی ان کی تعریف نہیں کرتے تھے۔ اکثر خاموش رہتے اور مسائل دینیہ میں غور وفکر کرتے رہتے۔ اتنے عظیم علم کے باوجود بے حد سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ جب ان سے کوئی سوال پوچھتا تو کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے۔ اور اگر اس کی نظیر قرآن وسنت میں نہ ملتی تو پھر قیاس کرتے، نہ کسی شخص سے طمع کرتے اور نہ بھلائی کے سوا کبھی کسی کا تذکرہ کرتے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بالحدیث کا اعلیٰ نمونہ اور کسر نفسی کا نرالہ انداز جس کی نظیر آج کے پر آشوب دور میں تلاش بسیار کے بعد بھی ملنی مشکل ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ملّت اسلامیہ کو امانت، دیانت، قناعت، استقامت، فقاہت، بصیرت، بصارت کا آخری وقت تک درس دیا۔ جسے ایک سچّا اور پکا حنفی آپ کے اس احسان عظیم کو فراموش نہیں کرسکتا۔ اس پر فتن دور میں حنفیت کا عروج ہی ہمارا معیار ہونا چاہیے۔ اسی کا فروغ ہی ہمارا فروغ ہے۔ اسے کمزور کرنے کی کوشش کرنا خود کو کمزور کرنا ہے۔

انیسویں صدی کی عبقری شخصیت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں حنفی بریلوی قدّس سرہ نے دم آخر تک اسی حنفیت کا علم بلند کیا اور اس مذہب و فقہی مسلک کو پروان چڑھایا، جو آج ہزاروں سنیوں میں محبت کی شمع روشن کیے ہوئے جگمگا رہے ہیں آپ کی حنفیت پر استقامت و استقلال کا پختہ ثبوت تیس (۳۰) جلدوں میں فتاویٰ رضویہ ہے۔ جس کی سطر سطر میں عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جام پلا کر حنفیت پر قائم رہنے کی تاکید کی گئی ہے اور اگر کوئی آپ کے قلم سے معرض وجود میں آنے والے فتاویٰ اور رسائل میں سے صرف:

"اجلی الاعلام ان الفتوی مطلقاً علیٰ قول الامام"

کا باریک بینی اور کامل نظیر کے ساتھ مطالعہ کرے تو وہ برملا اعتراف کرے گا کہ آپ کے رسالہ مبارکہ میں اسے دلائل وبراہین موجود ہیں جن سے مذہب حنفی کی مکمل تائید و حمایت ہوئی ہے اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ امام احمد رضا محدّث بریلی کامل طور پر حنفیت کے جہاں بہت بڑے شارح تھے وہیں ایک زبردست پاسبان وترجمان بھی تھے۔

رب العالمین نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ہر کمال وخوبی میں مختار ویگانہ پیدا کیا تھا، آپ کے کن کن اوصاف وکمالات کا ذکر کیا جائے۔ آپ تو ہر عادت وخصلت میں بے مثال وبے نظیر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی کل عمر شریف ۷۰ سال تھی۔ اس مختصر عمر میں وہ برکت دی کہ اُمّت مسلمہ کو "فقہ حنفی" کی شکل میں علم و تحقیق کا وہ خزانہ مدوّن کرکے عطاء کرگئے۔ جو قیامت تک کے وقائع ومسائل، حوادث ونوازل کے لیے بیش بہا سرمایہ اور لاجواب آئین ودستور حیات ہے۔

## کتابیات:

(۱)۔ امام اعظم، حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری۔
(۲)۔ امام احمد رضا اور ارباب علم و دانش کی نظر میں، حضرت علامہ یاسین اختر مصباحی۔
(۳)۔ تذکرہ المحدثین، حضرت علامہ غلام رسول سعیدی۔
(۴)۔ فتاویٰ رضویہ، جلد نمبر اوّل، نہم، گیارہ۔

# حضور مفتیِ اعظم: تاج دارِ روحانیت

محمد اسلم رضا قادری

دورہا باید تا یک "مردِ حق" پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

اس دنیائے آب و گل میں کچھ ایسی قد آور اور نابغۂ روزگار شخصیات بھی منصۂ شہود پر جلوہ بار و جلوہ فگن ہوئیں جن کی حیات و زیست کے روشن و تابندہ ابواب آج بھی بساطِ زمین پر رہنے والے اشخاص و افراد، اقوام و ملل کو پیغامِ عمل اور دعوتِ فکر و نظر دے رہے ہیں۔ انہی متنوع و پُرکشش شخصیات میں ماضیِ قریب کی ایک عبقری الشرق والغرب، علم و فضل، زہد و ورع، صدق وصفا میں یگانۂ زمانہ شخصیت شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدارِ اہلِ سنّت، حضور مفتیِ اعظم علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ السامی (۱۳۱۰۔ ۱۴۰۲ھ) بھی ہے۔ جنھوں نے اپنی فطری و وہبی استعداد وصلاحیت کو روبعمل لاکر علمی، دینی، تدریسی، تصنیفی، تبلیغی، اصلاح، فقہی کارنامے اور خدماتِ دینیہ کے ایسے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا۔ اس امر میں کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ حضور مفتی اعظم کا ایک ایک لمحہ دنیائے عالم کے لیے "قابلِ تقلید و عمل" اور "راہِ ہدایت" کا رہبر و رہنما ہے۔

### پیغامِ عمل:

عربی کا معروف مقولہ "الولد سر لابیہ" بیٹا اپنے باپ کا عکس و پرتو ہوتا ہے۔ اس نظریہ کے تحت جب ہم حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کی ذاتِ ستودہ صفات کی حیاتِ مستعار کے لمحاتِ سعیدہ کا سرسری طور پر جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں آپ کی تاریخ (احوال و واقعات) میں وہ اسباب وامور نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں جو مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ السامی (۱۲۷۲۔ ۱۳۴۰ھ) کی زندگی میں پائے جاتے تھے۔

آج کے اس پُر فتن اور ترقی یافتہ دور میں "مفتی اعظم" کی مبارک تاریخ کے پاکیزہ نقوش وخطوط علمائے خلف کے لیے لائحہ عمل اور مشعل راہ ہیں۔ مفتی اعظم کی زندگی میں وہ تمام عوامل واسباب بدرجہ اتم موجود تھے جو اعلیٰ مدارج ومناصب کے حامل ہیں لیکن شرط ہے کہ پہلے ہم اس علامۂ زمن، مفتی عالم، پیکر حزم واتقا، مجمعۂ اخلاص ومحبت، مخزنِ اسرارِ شریعت، رازدارِ تصوف ومعرفت، عارف باللہ جیسا اخلاق و کردار، اخلاص ووفا پیدا کریں پھر جاکر کہیں ہمارے اذہان وقلوب روشن ومنور ہوں گے۔ ہمارے نفوس کا تزکیہ ہوگا بعدہٗ عروج وارتقا کی تمام شاہراہیں ہمارا استقبال کریں گی۔ حضرت علامہ مولانا سید محمد قائم قتیل داناپوری نے بہت خوب فرمایا ہے "وہ صرف مولوی ومفتی ہی نہ تھے بلکہ ایسے صوفی تھے جو دلوں کو دھوکر پاک وصاف کردیا کرتے تھے۔" (مفتی اعظم نمبر، ص ۱۷۲، استقامت کانپور، ۱۹۸۳ء)

### تاجدارِ روحانیت:

یوں تو حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی حیات مبارک کے تقریباً ہر ایک گوشہ وزاویہ پر روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ مزید اب بھی اربابِ علم و دانش، اصحابِ لوح و قلم اپنی معلومات، تجربات، مشاہدات اور مطالعہ کی روشنی میں آپ کی ہمہ جہت اور عبقری شخصیت کے نئے نئے پہلوؤں پر آئے دن مقالات ونگارشات سپرد قرطاس و قلم کررہے ہیں۔ اور خاندانِ رضا کے اس گلِ سرسید کی خوشبو سے ایک عالم کو معطر ومشکبار کررہے ہیں۔ اللہ رب العزت اہلِ فکر وفن کی اس سعی جمیل کو شرفِ قبولیت سے نوازا ہے۔

اب آیئے ہم حضور مفتیِ اعظم قدس سرہٗ کی ''روحانیت و نورانیت'' کے حوالے سے کچھ شواہد ہدیۂ قارئین کریں تاکہ یہ امر بھی آفتابِ نیم روز کی مانند روشن وعیاں ہو جائے کہ جس طرح حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی کامیاب زندگی کا ہر پہلو تابناک و تابندہ ہے اور ان کی حیات کا ہر لمحہ عامۃ المسلمین کے لیے بہترین سامانِ ہدایت ہے اسی طرح اس پیکرِ علم و عمل، صاحب فکر و فن اور عابدِ بے ریا کی نورانیت و روحانیت نے بھی ایک عالم کو متاثر کیا اور اپنے اس ''وصف'' میں وہ کمال حاصل کیا کہ لاکھوں گم گشتگانِ راہ کو جادۂ مستقیم نصیب ہوا۔ جیسا کہ حضرت علامہ مولانا سید مظہر ربانی صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں: ''علم و عمل، فضل و کمال، زہد و تقویٰ، دیانت و ثقاہت، ولایت و کرامت غرضیکہ جملہ محاسنِ دینیہ وفضائل شرعیہ کے ایک مجموعہ کا نام ''محمد مصطفےٰ رضا خاں'' تھا جو قربِ قیامت کے فتنوں سے بھری ہوئی لادینیت و دہریت میں ڈوبی ہوئی چودھویں صدی ہجری کی تاریکیوں میں اپنے اسلاف کا نام روشن کر گیا۔'' (مفتیِ اعظم نمبر، ص ۲۴۲، ''استقامت'' کانپور، ۱۹۸۳ء)

## ایک نادر روایت:

آج ہم ایک ایسی روایت نذرِ قارئین کر رہے ہیں جو کسی قلم سے نہیں نہ کسی عام زبان سے منسوب ہے بلکہ وہ روایت و واقعہ اپنے عہد کی ممتاز و تاریخ ساز شخصیت خلیفہ حضور مفتی اعظم، مسیحائے راجستھان، زبدۃ الاصفیا، عمدۃ الاتقیا، استاذی الکریم حضرت العلام المفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ نعیمی مدظلہ النورانی (شیخ الحدیث مادر علمی الجامعۃ الاسحاقیہ، جودھپور) ''مفتی اعظم راجستھان'' کی زبانِ فیض ترجمان سے بیان ہوئی ہے (جو راقم السطور کے لیے ایک موقع پر بیان کی تھی)۔ حضور مفتی اعظم راجستھان صاحب قبلہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں اللہ رب العزت نے بے جاہ علمی فضائل و محاسن سے نوازا ہے۔ آپ اپنے اسلاف کرام، مشائخ عظام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی کشتیِ حیات کو ساحلِ مراد سے ہمکنار کرتے ہوئے علمی، دینی، تبلیغی، خدماتِ دینیہ انجام دینے میں ہمہ تن مصروفِ عمل نظر آتے ہیں اور ہزاروں تشنگانِ علوم کو جامِ معرفت سے سیراب کر رہے ہیں۔ اس قدر ضعف و نقاہت کے عالم میں بھی خدمتِ دینِ متین، خدمتِ خلقِ خدا، تبلیغی و علمی اور دینی امور کے لیے آپ کی مبارک زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف ہے۔ قبلہ موصوف نے اپنی عمر عزیز کا اکثر حصہ دینی و علمی خدمات میں تمام کر دیا جس کے باعث کئی مدارس و جامعات، مکاتب و مساجد کا قیام و عمل معرضِ وجود میں آچکا ہے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ خدائے ذوالمنن آپ کا سایۂ عاطفت دراز فرمائے اور آپ کو صحت و سلامت رکھے۔ آمین!

''مخدوم العلماء مفتی اعظم، تاجدار اہلِ سنّت، شہزادۂ حضور اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری نوری قدس سرہٗ حدیثِ رسول مقبول ﷺ ''اذا رؤ واذکر اللہ'' کے صحیح طور پر مصداق و محمل تھے اور فرمانِ رسول ﷺ ''من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین'' کے بھی پورے طور پر مصداق نظر آتے تھے۔ خداوند قدوس نے قبلہ مفتی اعظم کو تبحر علمی، فضل و کمال، حسن و جمال، زہد و تقویٰ، فقہی بصیرت جیسی بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ میری آنکھ نے مفتی اعظم جیسا متقی و پرہیزگار اور عامل بالسنّہ عالمِ دین آج تک نہیں دیکھا۔ آپ کی روحانیت اور نورانیت وہ کام کر جاتی تھی جتنی ایک مقرر کی تقریر، ایک مفکر کا تفکر، ایک مبلغ کی تبلیغ کام نہیں کرتی ہے۔ اس کی زندہ مثال پیپاڑ سٹی ہے (ضلع جودھپور راجستھان جو پہلے کبھی دیوبندیوں وہابیوں کا مرکز رہا ہے اس آبادی میں تمام دیوبندی برادری آباد تھی اور انہی کی تبلیغ کا اثر نظر آتا تھا۔ اگر کوئی سنی عالم کسی وجہ سے وہاں چلا بھی جاتا تھا تو وہ سب اس کو گھور گھور کر دیکھتے رہتے۔ مفتی صاحب قبلہ نے ابھی چند روز پہلے خود اپنے بارے میں بتایا کہ

میں خود وہاں گیا تو وہ مجھے بڑی تیز نگاہوں سے دیکھتے رہے اور کہتے تھے کہ یہ یہاں کیسے۔ راقم) جہاں سنّیوں کا گزر تک نہ تھا۔ یہ حضور مفتی اعظم کی نورایت و روحانیت ہی کا صدقہ و ثمرہ ہے کہ آج اس بستی میں مسلکِ اعلیٰ حضرت اور سُنیت کا بول بالا ہے اور اغیار دور و نفور ہیں۔

مفتی صاحب قبلہ مدظلہ النورانی فرماتے ہیں۔ واقعہ تقریباً ۱۹۵۵ء یا ۱۹۵۶ء کا ہے جب حضور مفتی اعظم جودھپور تشریف لائے تو پیپاڑ سٹی سے میرے پاس چند آدمی آئے جن میں سے دو کے نام یہ ہیں: چاند محمد، رفعت علی، میرے توسط سے انہوں نے عرض کی، حضور یہاں سے ۵۵ر کلومیٹر پر پیپاڑ سٹی ایک بہت بڑی آبادی ہے جہاں دیوبندیت وہابیت خوب پھیل رہی ہے آپ ہماری دعوت قبول فرمائیں تو بڑا کرم ہو گا۔ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے اُن کی دعوت قبول فرمائی۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کا وہاں پر ۲۵ گھنٹے قیام رہا۔ لوگ جوق در جوق آپ کے سلسلۂ عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ میں داخل ہونے لگے اور جو بھی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت ہو گیا وہ اسی وقت سے پکا سنی بن گیا۔ بعدہٗ وہاں کی جامع مسجد پر بھی سنیوں کا قبضہ ہو گیا۔ اس دورے میں، میں بھی قبلہ موصوف کے ہمراہ رہا۔"

قارئین ملاحظہ کیا آپ نے حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز کی نظر کیمیا اثر کا کرشمہ اور آپ کی روحانیت کا جلوہ کہ آپ کی ایک نورانی و عرفانی نگاہ سے کتنے ہی انسان بدمذہبیت اور گمراہیت کی دلدل سے نکل کر چشمۂ رحمت میں آگئے اور کتنوں نے اپنی خاندانی و نسلی بدعقیدگی سے توبہ کر لی۔ واہ رے مفتی اعظم تو نے اپنی شمعِ عشق روشن کی بھی تو ایسی آبادی میں جو اغیار کی آبادی و بستی تھی پھر وہ شمع فروزاں ہوئی تو ہزاروں گم گشتگانِ راہ کو صراطِ مستقیم نصیب ہو گیا۔ سلام اس پیکرِ وفا پر جس نے سُنیت کی لاج رکھ لی۔ اور اپنے نبی ﷺ کے دینِ مبین کی وہ پاسبانی کی جسے رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا۔ اس وقت زبانِ قال پر برملا یہ شعر آ رہا ہے۔

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت محمد میکائل ضیائی صاحب حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعویذ نویسی اور ان کے حسنات و برکات پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے آپ کی روحانی کیفیت کی اثر آفرینی کچھ اس طرح تحریر فرماتے ہیں: "انہوں نے اپنی ۹۲ر سالہ زندگی کے طویل سفر میں صرف اور صرف اشاعتِ دین، خدمتِ خلق اور رشد و ہدایت کے فرائض انجام دیے۔ اور جہاں انہوں نے اپنے علم و فضل، تصنیف و تالیف اور تصوف و معرفت کو ذریعۂ تبلیغ بنایا وہیں تعویذات و نقوش کی شکل میں خدا کے مقدس کلام کے ذریعہ ہزاروں انسانوں کے تیرہ تار دلوں میں عشق و وفا کے فانوس روشن کیے۔" مزید چند سطور کے بعد رقمطراز ہیں:

"حضور مفتی اعظم ہند نے حضرت شیخ بہاء الدین نقشبندی، حضرت خواجہ بایزید بسطامی و دیگر اکابر واجلہ اولیاءاللہ کی قدم بقدم پیروی کی ہے۔ آپ نے تعویذات و نقوش کے ذریعے ورحانی دولت تقسیم فرما کر لاکھوں بندگانِ خدا کو اس کی بارگاہ کے قریب لا کھڑا کیا اور اب وہ وہیں کے ہو کر رہ گئے۔"

(مفتی اعظم نمبر، ص۳۹۔ ۶۰، استقامت کانپور، ۱۹۸۳ء)

حضور مفتیِ اعظم راجستھان حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ نعیمی مدظلہ النورانی نے ایک مرتبہ راقم سے فرمایا کہ "حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے تعویذوں میں وہ اثر تھا کہ جسے بھی خوش ہو کر عنایت فرما دیا اس کے سارے رنج والم دور ہو گئے اور اس کی زندگی خوش حال ہو گئی وہ ترقی پر ترقی کرتا چلا گیا۔"

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

**ایک عجیب و غریب واقعہ:**

جناب وقار احمد صاحب صدیقی اپنے ایک مضمون میں حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی روحانیت کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتے ہیں "جے پور میں حضرت مولانا ضیاء الدین کے سجادہ نے آپ کی دعوت کی تو آپ نے قبول فرمالی۔ سجادہ نشین صاحب دعوت دے کر چلے گئے تو آپ کے ایک غریب مزید عاشق علی نے آپ کی خدمت میں آکر پوچھا حضور کا جے پور میں قیام کب تک ہے؟ آپ نے کہا ہم کل اجمیر شریف روانہ ہو جائیں گے۔ عاشق علی نے سرور ہوتے ہوئے کہا "تو حضور شام کا کھانا میرے غریب خانے پر تناول فرمالیں تو بڑا اکرم ہوگا۔ آپ نے اس کی دعوت بھی قبول کرلی اور جب وہ خوشی خوشی واپس چلا گیا تو مریدوں نے کہا۔ حضور آج شام آپ مولانا ضیاالدین کے سجادہ نشین صاحب کی دعوت قبول کر چکے ہیں۔" آپ نے مریدوں سے مسکراتے ہوئے فرمایا، کیا تم نے یہ بات بتا کر میری معلومات میں اضافہ کرنا چاہا ہے؟" آپ کے اس سوال سے سب نے شرم وندامت سے اپنی گردنیں جھکالیں۔ دوسرے دن ریلوے اسٹیشن پر جب لوگ آپ کو خدا حافظ کہنے آئے تو ان میں عاشق علی بھی تھا اس کے چہرے پر مسرتوں کے رنگ قوس وقزح کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔ ہجوم کی وجہ سے اسے دست بوسی کا موقع نہیں مل رہا تھا مگر اس نے آپ تک پہنچنے کی کوشش جاری رکھی۔ کافی جدوجہد کے بعد وہ جب آپ کے قریب پہنچا تو اس نے بلند آواز سے کہا "حضور! صبح آپ کے جاتے ہی میرا لڑکا واپس آگیا تھا۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا "اللہ تعالیٰ بڑا کارساز ہے" عاشق علی نے آپ کی دست بوسی کی تو فرطِ مسرت سے اس کی آنکھیں برسنے لگیں۔ آپ جب ارادت مندوں کو اشک بار چھوڑ کر روانہ ہوئے تو لوگوں نے عاشق علی کو گھیر لیا اور پوچھا کیا صبح سرکار تمہارے یہاں تھے؟ عاشق علی نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا "کل رات عشاء سے قبل سرکار میرے غریب خانے پر تشریف لائے تھے۔ میں نے سرکار کو تنہا دیکھ کر پوچھا کہ میرے بھائی کیوں نہیں آئے؟" "وہ ایک دوسری جگہ مدعو ہیں اس وقت وہیں ہیں" آپ کا یہ جواب سن کر میں نے کہا "حضور آپ آگئے تو سب آگئے" حضور نے عشاء کی نماز کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ میرے بہت سے احباب بھی موجود تھے۔ آپ نے دیر تک ان سے گفتگو کی بعض کو تعویذ دیے بعض کو دعائیں۔ جب احباب رخصت ہوگئے تو حضور نے فرمایا "تم نے اپنے مفقود الخبر بیٹے کی واپسی کے لیے کوئی تعویذ کیوں طلب نہیں کیا؟" میں نے فوراً کہا، حضور مجھے یقین ہے کہ آپ اپنے غلاموں کے دکھوں سے آگاہ رہتے ہیں اور الحمد للہ کہ میرا یقین اب اور بھی پختہ ہو گیا ہے۔ حضور میری بات سن کر خاموش ہوگئے۔ گذشتہ رات حضور نے عبادت میں گزاردی اور نماز فجر کے بعد ناشتہ کیے بغیر تنہا جانے لگے تو میں نے عرض کی میں ابھی یکہ لے کر آتا ہوں مگر آپ "السلام علیکم" کہہ کر چلے گئے اور میری اس وقت یہ کیفیت تھی جیسے زمین نے میرے پیر پکڑ لیے ہوں۔ آپ کے ساتھ جانے کی خواہش کے باوجود میں اپنی جگہ سے ہل نہ سکا اور نہ جانے کتنی دیر تک خالی الذہن کھڑا رہا اور پھر اس وقت ہی ذہنی صلاحیتیں بیدار ہوئیں جب پندرہ سال سے بچھڑا ہوا بیٹا (واصف علی) آکر مجھ سے لپٹ گیا۔ میرے گھر کی ویرانیاں مسکرانے لگیں۔ سب گھر والے جمع ہوگئے کچھ دیر تک بچھڑے ہوئے آپس میں مل کر روتے رہے اور جب اچانک میسر آنے والے خوشی کے لمحے جذبات میں ہلچل مچا کر گزر گئے تو میں نے اپنے بیٹے واصف علی سے کہا اب تم مجھے بتاؤ گھر سے کیوں چلے گئے تھے کہاں کہاں رہے اور واپسی کی کیا صورت ہوئی؟

واصف علی نے کچھ دیر اپنی یادداشت کو مرتب کیا اور کہا اجمیر شریف میں حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں لوگ جے پور سے جارہے تھے میرے دل میں بھی حاضری

کا شوق پیدا ہوا اور ٹکٹ لیے بغیر ہی ٹرین میں بیٹھ گیا۔ نہ ٹرین میں کوئی ٹکٹ پوچھنے آیا نہ پلیٹ فارم سے باہر نکلنے میں کوئی دشواری پیش آئی۔ زائرین کے ریلے کو ٹکٹ کلیکٹر قابو نہ رکھ سکا تھا۔ اجمیر شریف پہنچ کر میں نے درگاہ شریف میں حاضری دی۔ حاضری کے بعد بے پناہ ہجوم میں مجھے تنہائی کا احساس ستانے لگا۔ نہ میرے پاس پیسے تھے نہ رہنے کو جگہ نہ کوئی آشنا۔ میں نے ادھر ادھر گھوم کر کوئی آشنا چہرہ تلاش کرنا چاہا تو ناکامی ہوئی۔ میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ میں اس وقت اکبری مسجد میں تھا یہاں سب ایک دوسرے سے بے نیاز تھے مگر ایک بزرگ نے میری کمر پر شفقت سے ہاتھ رکھا کر کہا ''صاحبزادے اپنے والدین کی اجازت کے بغیر تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا تم بھی پریشان ہو اور وہ بھی۔ عرس میں تمہاری حاضری ہو چکی اب تم گھر لوٹ جاؤ تمہاری جیب میں اتنی رقم موجود ہے کہ اب تمہیں کوئی پریشانی نہ ہو گی۔ اور ہاں اگر تم نے میری بات پر عمل نہ کیا تو بہت پچھتاؤ گے۔

میں ان سے نہ کہنے والا ہی تھا کہ میری جیب خالی ہے مگر وہ اپنی بات مکمل کرتے ہی ایک سمت بڑھ گئے اور بھیڑ میں نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے بڑی بے یقینی سے اپنے پہلو کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ خالی نہ تھی جیب سے ہاتھ نکالا تو میری چٹکی میں دس دس کے پانچ نوٹ تھے۔ مجھے نوٹ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور میں نے اس بات پر کوئی خاص توجہ نہ دی کہ نوٹ کہاں سے آئے اور نصیحت کرنے والے بزرگ کون تھے۔ میں نے درگاہ بازار میں جا کر پہلے کھانا کھایا۔ ہوٹل سے باہر نکلا تو جے پور کے دولڑکے مل گئے پھر ان کے ساتھ تفریح میں مصروف ہو گیا۔ چار دن میں سب پیسے ختم ہو گئے اور جب ساتھیوں نے دیکھا کہ میری جیب خالی ہو چکی ہے تو وہ بھی ساتھ چھوڑ گئے۔ اب میں پھر پریشان ہو گیا ماں باپ شدت سے یاد آنے لگے۔ میں سولہ کھمبے کی طرف جا نکلا۔ وہاں فقیر دھوئیں کے مرغولے بنا کر قلندرانہ نعرے لگا رہے تھے۔ وہاں ایک ادھیڑ عمر کا فقیر مجھ سے ملا جس کی آنکھیں انگارے کی طرح سرخ تھیں اس نے مجھ سے کہا ''بچہ میرے ساتھ آ تیرے سارے دکھ دور ہو جائیں گے'' میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ لنگر خانے کی گلی میں پہلے اس نے مجھے کھانا کھلایا اور پھر مجھے لے کر دولت باغ میں پہنچا۔ وہاں ایک جگہ دوب پر مجھے اپنے سامنے بٹھا کر اس نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں مجھے اس کی آنکھوں سے وحشت ہو رہی تھی۔ میرے بس میں یہ بات نہ تھی کہ اپنی نگاہوں کا زاویہ تک بدل سکوں مجھے جلد ہی دماغ سے نیند کی ایک لہر ابھرتی ہوئی محسوس ہوئی جو آہستہ آہستہ میرے تمام اعصاب پر چھا گئی۔ جب میں جاگا تو اس نے کہا ''اب تم ہمیشہ میرے ساتھ رہو گے اور وہی کرو گے جس کا میں تمہیں حکم دوں گا۔'' اس کی یہ بات سن کر میں نے اس شخص کے لیے پہلی مرتبہ دل میں شدید نفرت محسوس کی مگر میں نے دیکھا کہ میں اس کے خلاف سوچ تو سکتا ہوں مگر اس کا حکم نہیں ٹال سکتا۔ مجھے اس نے ایسی زنجیروں میں کس دیا تھا جو نہ حرکات وسکنات میں مانع تھیں نہ مجھے نظر آتی تھیں، نہ کوئی اور انہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس فقیر کا نام جاموٹ تھا ہندوستان بھر میں وہ مجھے لیے گھومتا پھرا۔ کل رات میں جاموٹ کے ساتھ کلکتہ میں تھا سرائے کی اس کوٹھڑی میں جس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ اچانک ایک بزرگ نمودار ہوئے اور جاموٹ سے کہا ''بدبخت اس آدمی کو تونے قید کر رکھا ہے اور اس کے ماں باپ اس کے لیے بے قرار ہیں'' جاموٹ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ کوٹھڑی کا دروازہ بند ہے اور بند دروازہ سے آنے والا کوئی معمولی شخص نہیں ہو سکتا اس لیے اس نے مکاری سے کام لیتے ہوئے کہا ''میں اس سے محبت کرتا ہوں اگر میں اسے آزاد کر کے اس کے ماں باپ کو خوش کر دوں تو مجھے اس کی جدائی میں رونا پڑے گا۔ میں اپنی مسرتیں دوسروں میں تقسیم کرنے کا قائل نہیں ہوں'' بزرگ نے جاموٹ کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

کوٹھڑی میں ایک دیا ٹمٹما رہا تھا اس کی مدھم روشنی اس وقت محسوس ہی نہ ہوئی۔ جب شعلہ بار نگاہوں کا تصادم ہوا۔ اس تصادم نگاہ کے نتیجے میں جاموٹ کی چیخ سنائی دی "ہائے میری آنکھیں" بزرگ نے مجھ سے فرمایا آنکھیں بند کر لو اور جب میں کہوں آنکھیں کھول لو، اسی وقت آنکھیں کھولنا۔ میں نے ان کے حکم کے مطابق آنکھیں بند کیں اور حکم کے تحت ہی آنکھیں کھولیں تو خود کو لام نو اس باغ میں پایا اب وہاں سے سیدھا گھر آگیا۔"

ارادت مندوں نے عاشق علی سے جب واصف علی کا احوال سنا تو جھوم اُٹھے۔ ان کے سر فخر سے اونچے ہو گئے کیوں کہ وہ ایسے عظیم البرکت مرشد کے زیر سایہ آچکے تھے جو حضور غوث اعظم دستگیر کا مظہر کامل تھا۔ (مفتی اعظم نمبر، ص ۲۱۳ تا ۲۱۶، استقامت کانپور، ۱۹۸۳ء)

محترم قارئین! خداوند قدوس نے حضور مفتی اعظم کو "تصرفاتِ روحانی" کے جس مقام پر فائز فرمایا تھا اس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ کی۔ واقعی قبلہ موصوف قدس سرہٗ نے جہاں پر اپنے علم و فضل، قول و عمل، زہد و ورع، اخلاق و کردار سے ایک عالم کو فیضیاب کیا وہیں پر "نورانی و روحانی تصرفات و اختیارات" کے ذریعہ ہزاروں انسانوں کی دستگیری فرمائی۔ مفکرِ اسلام رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر صاحب قبلہ مصباحی مدظلہ رقمطراز ہیں "میرے مرشد طریقت حضور مفتی اعظم ہند نہ صرف یہ کہ علوم و فنون نقلیہ و عقلیہ کے جامع تھے بلکہ زہد و تقویٰ کے پیکر ایک ولی کامل بھی تھے۔ ولایت و روحانیت کے حامل ایک ایسے صاحب ارشاد و ہدایت، عارف باللہ جن کے فیضان سے ایک عالم سیر اب ہوا۔ اھ (نقوشِ فکر، ص ۲۵۳)

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی نظر کیمیا اثر نے کروڑوں افراد و اشخاص کو دولتِ ایمان، ایمان و عقیدہ کی پختگی سے نوازا۔ تاریخ کے زریں اوراق اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ مفتی اعظم کی چشم بصیرت کو خدائے ذوالمنن نے وہ پاکیزگی اور لطافت عطا فرمائی تھی کہ جس پر ایک محبت بھری نگاہ ڈال دی اس کی دل کی دنیا ہی بدل گئی۔

اللہ رب العزت نے قوتِ ایمان، تسخیر قلوب کی گراں مایہ دولت سے وافر حصہ بخشا تھا۔ جس کے باعث آپ نے لاکھوں حضرات کے عقیدے کی حفاظت و صیانت فرمائی۔ جیسا کہ رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر صاحب قبلہ مصباحی تحریر فرماتے ہیں "مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری بریلوی قدس سرہٗ جن کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کے سامنے معاصر علما کی گردنیں تسلیم و رضا سے خم تھیں۔ اور جنہیں ربِ کائنات نے تسخیر قلوب کی دولت گراں مایہ سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا کہ وہ جس راہ سے گزر جاتے ادھر ہزاروں دل فرشِ راہ بن جاتے اور جہاں خیمہ زن ہو جاتے وہیں علم و فضل اور عشق و عرفان کے خزانے تقسیم ہونے لگتے۔

انھیں مقدس ہستیوں کے بارے میں خدائے علیم و خبیر ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ (سورۃ مریم، ۱۹)، بے شک جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کیے ان کے لیے رحمٰن دلوں میں محبت پیدا فرمادیتا ہے۔ مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے گرد ہجوم خلق دیکھ کر اور ان کی قوتِ تسخیر قلوب کا مشاہدہ کرکے مذکورہ بالا آیت کریمہ کی عملی تفسیر نگاہوں کے سامنے پھر جاتی تھی اور مشتاقانِ زیارت جب شرف باریابی سے بہرہ ور ہوتے تھے تو وہ اپنے ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدۂ حق کرکے اس حقیقت کا برملا اعتراف کر لیتے تھے کہ بلاشبہ آپ انہیں مومنین صالحین اور مفسرین و محبوبین بارگاہِ الٰہی میں سے ہیں جن کا ذکر خیر اس آیتِ کریمہ میں ہوا ہے۔ (نقشِ فکر، ص ۱۹۶)

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی خالی آستینوں میں

# تقریظ بر کتاب (سفرنامہ قاہرہ)

# حروفِ محبت

**صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری** (پرنسپل: دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف، ضلع اوکاڑہ)

انسانی زندگی اور سفر کا چولی دامن کا ساتھ ہے--- ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام اور اُمّ البشر حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا جنت سے زمین پر اترنا بھی ایک سفر ہی تھا، جب کہ رحم مادر سے دنیا میں آمد، موت اور موت کے بعد عالم برزخ و آخرت میں منتقلی بھی سفر ہی کی مختلف صورتیں ہیں---

کائنات کی وسعتوں میں بکھرے ہوئے عجائباتِ قدرت اور رنگارنگ مناظرِ فطرت دعوت نظارہ دے رہے ہیں--- انسان اگر تفکر و تدبر سے کام لے تو ان گوناگوں مناظر سے حکمت و موعظت اور عبرت و نصیحت کے حوالے سے بہت کچھ کشید کر سکتا ہے--- بعض دفعہ کتابوں سے اتنی معلومات حاصل نہیں ہوتیں، جتنی سفری مشاہدات سے میسر آ جاتی ہیں--- یہی وجہ ہے کہ سفرناموں کو بڑی دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے--- زیرِ نظر کتاب بھی ایک سفرنامہ ہے، جو ممتاز اسکالر سید وجاہت رسول قادری کے دورۂ مصر کے تاثرات و مشاہدات پر مشتمل ہے۔

مصر، ایک قدیم تاریخی ملک ہے، جس کی دینی، تہذیبی، ثقافتی، سیاسی اور علمی و فکری اعتبار سے منفرد اہمیت ہے--- قرآن کریم میں اس ملک کا ذکر اشارۃً تیس سے زائد مقامات پر آیا ہے۔[حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ، جلد ۱، صفحہ ۱۱]

جب کہ صراحۃً مصر کا نام درج ذیل پانچ آیات میں مذکور ہے:

۱... {اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ} [البقرۃ، ۲:۶۱]

"مصر میں چلے جاؤ، وہاں تمہیں وہ چیزیں مل جائیں گی جس کا تم نے سوال کیا"---

عام مفسرین نے یہاں مصر کا معنی "شہر" کیا ہے مگر امام ابن جریر نے ابو العالیہ کے حوالے سے اسے ملک مصر قرار دیا ہے---[جامع البیان فی تفسیر القرآن (تفسیر ابن جریر) جلد ۱، صفحہ ۲۴۸/ حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۱۱]

۲... {وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا}

[یونس، ۱۰:۸۷]

"اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں تم اپنی قوم کے لیے گھر مہیا کرو"---

۳... {وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ}

[یوسف، ۱۲:۲۱]

"اور مصر کے جس شخص نے انہیں (یوسف علیہ السلام کو راہ گیروں سے) خریدا، اس نے اپنی بیوی سے کہا، اعزاز و اکرام سے ان کی رہائش کا اہتمام کرو"---

۴... {ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ}[یوسف، ۱۲:۹۹]

"داخل ہو جاؤ مصر میں، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے"---

۵... {قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ} [الزخرف، ۴۳ : ۵۱]

"فرعون نے کہا، اے میری قوم! کیا میں مصر کا فرماں روا نہیں؟"

**انبیاء کرام اور مصر:**

مصر کا تعلق متعدد جلیل القدر انبیاء و رسل سے رہا ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے عراق سے شام کی جانب ہجرت کی تو مصر سے گزرے، یہیں وہ واقعہ پیش آیا، جب یہاں کے ظالم بادشاہ نے آپ کی اہلیہ حضرت سارہ کو بد نظری سے دیکھنا چاہا تو

اس کے ہاتھ شل ہو گئے، بالآخر عاجز ہو کر اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے معذرت کی اور بطور عطیہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ کیا---

**مصر، تین انبیاء کرام کا سسرالی ملک ہے:**

ا... حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت ہاجرہ

ب... حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کی بیوی (زلیخا) اور

ج... رسول اللہ ﷺ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا، جن کے بطن سے حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

ان تینوں مقدس خواتین کا تعلق مصر سے ہے۔

[حسن المحاضرہ فی اخبار مصر و قاہرہ، جلد ا، صفحہ ۱۷]

حضرت یوسف علیہ السلام نے اسی سرزمین پر زندگی کا بڑا حصہ بسر کیا، مصر کے بازار میں ان کی بولی لگائی گئی، شاہی محل میں پروان چڑھے، جیل دیکھی اور پھر شان و شوکت سے حکومت کی--- حضرت یعقوب علیہ السلام اور آپ کی اولاد مصر میں مقیم رہی، جس کا تفصیلی ذکر سورۂ یوسف میں آتا ہے--- سکندر ذوالقرنین کا تعلق مصر سے ہے، اسکندریہ شہر کی بنیاد آپ نے رکھی--- حضرت ادریس، حضرت دانیال، حضرت یوشع، حضرت ارمیاء اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا بھی مصر سے واسطہ رہا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا تعلق بھی مصر سے تھا اور حضرت موسیٰ و فرعون کا واقعہ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تفصیل سے بیان ہوا ہے--- یوں ہی فرعون کی بیوی حضرت آسیہ، مومن آل فرعون، ساحران عہد موسوی، وہ مومنین ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے--- اسی ارض مبارکہ پر طور ہے اور یہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کا شرف پاتے، تجلیاتِ الٰہیہ کے جلوے اسی زمین پر انہیں نصیب ہوئے اور اِنِّیٓ اَنَا اللہ کی رس بھری صدائیں اور نور کی شعاعیں جس شجرہ مبارکہ سے نکلی تھیں، وہ اسی سرزمین پر واقع تھا--

**احادیث مبارکہ اور مصر:**

قرآن کریم کی طرح احادیث مبارکہ میں بھی مصر کا ذکر بہ کثرت آتا ہے--- صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مِصْرَ وَ هِيَ أَرْضٌ يُسَمّٰى فِيْهَا الْقِيرَاطُ فَإِذَا فَتَحْتُمُوهَا فَأَحْسِنُوا إِلٰى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا))---

[صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب وصیۃ النبی ﷺ باھل مصر]

"تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے، یہ وہ ملک ہے جہاں قیراط نامی سکہ رائج ہے، جب تم یہ سرزمین فتح کر لو تو وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا، ان کو ذمہ اور رحم کے دوہرے حقوق حاصل ہیں"۔

ذوالحجہ سنہ ٦ھ میں حضور ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے تو محرم سنہ ۷ھ میں دنیا کے مشہور حکمرانوں کو دعوت اسلام دینے کے لیے ان کے نام مکاتیب ارسال فرمائے--- ان دنوں مصر پر جریج بن مینا حکمران تھا، جو مُقَوقِس (بضم المیم و فتح القاف و سکون الواو و کسر القاف الثانیۃ) کے لقب سے مشہور تھا--- آپ ﷺ نے اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو گرامی نامہ دے کر بھیجا---حاطب نے مقوقس کو گرامی نامہ دیا، اس نے کھول کر پڑھا--- گرامی نامہ میں تحریر تھا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَ رَسُوْلِهِ اِلَى الْمُقَوْقِسْ عَظِيمِ الْقِبْطِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعد:

فَإِنِّي أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْقِبْطِ--- {يَآاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ}---

[آل عمران: ٦٤]

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم فرمانے والا ہے --- اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف سے قبط (مصر میں رہنے والے عیسائیوں) کے سربراہ مقوقس کی طرف --- میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں --- اسلام قبول کر لے، تجھے سلامتی نصیب ہو گی اور اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا اجر عطا فرمائے گا اور اگر تو نے اعراض کیا تو تیری رعایا کا سارا گناہ تجھ پر ہو گا---

اے اہل کتاب! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کو چھوڑ کر، پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دو، لوگو! گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"---

گرامی نامہ پڑھنے کے بعد اس نے حاطب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر وہ نبی ہیں تو انہوں نے اپنے مخالفین، قریش مکہ کے لیے دعائے ضرر کیوں نہ کی؟--- حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جانی دشمنوں کے لیے دعائے ضرر کیوں نہ کی؟--- اے بادشاہ! تم سے پہلے اس ملک میں ایک شخص ہو چکا ہے، جو انا ربکم الاعلیٰ "میں تمہارا بڑا خدا ہوں" کہا کرتا تھا--- اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی رسوائی اس کے مقدر کر دی، اس لیے بہتر ہے کہ تم اس سے عبرت حاصل کرو--- کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ تم سے عبرت حاصل کریں---

مقوقس نے کہا: ہم خود ایک مذہب رکھتے ہیں، اسے ترک نہ کریں گے، جب تک اس سے بہتر مذہب نہ ملے---

حاطب نے کہا: اسلام کے بعد عیسائیت یا کسی دوسرے مذہب کی حاجت باقی نہیں رہتی--- اسلام کافی ہے، اسی کی تمہیں دعوت دی جاتی ہے--- اے بادشاہ! جیسے تم لوگ اہل تورات کو انجیل کی دعوت دیتے ہو، ویسے ہی ہم تمہیں قرآن کی دعوت دیتے ہیں--- رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے بعد سب لوگوں کو اسی رسول برحق ﷺ کی اطاعت لازمی ہے--- یوں سمجھ لیں کہ آپ کو مذہب مسیح ہی کی دعوت دی جاتی ہے، کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی ان کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی---

مقوقس نے کہا کہ میں اس دعوت پر غور کروں گا، مجھے کچھ مہلت دیں--- پھر اس نے حضور ﷺ کے مکتوب گرامی کو ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں رکھ کر مہر لگا کر خزانہ میں محفوظ کر دیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خط لکھا اور آپ کے لیے تحائف بھیجے، جس میں دلدل نامی خچر بھی تھا، جس پر آپ ﷺ سواری کیا کرتے تھے---[المواہب اللدنیہ وزرقانی، جلد ۳، صفحہ ۳۴۷ تا ۳۵۰/ حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۸۲]

مقوقس ایمان کی سعادت سے محروم رہا---

[حسن المحاضرہ، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹]

## مصر کا اسلامی عہد:

سنہ ۲۰ھ میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مصر فتح ہوا تو مقوقس اپنی ۳۷ سالہ حکمرانی کے بعد خلیفہ اسلام کا باج گزار بنا---

خلافت راشدہ کے بعد درج ذیل اسلامی حکومتوں نے مصر پر حکمرانی کی:

۱۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی فتح مصر (۱۸ھ / ۶۳۹ء تا ۲۱ھ / ۶۴۱ء)---

۲۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے والیان مصر (۲۱ھ / ۶۴۱ء تا ۳۸ھ / ۶۵۸ء)---

۳۔ خلافت بنی امیہ (۴۰ھ / ۶۶۱ء تا ۱۳۲ھ / ۷۴۹ء)---

۴۔ خلافت بنی عباس (اوّل) (۱۳۲ھ / ۷۵۰ء تا ۲۵۴ھ / ۸۶۸ء)---

۵۔ آل طولون (۲۵۴ھ / ۸۶۸ء تا ۲۹۲ھ / ۹۰۵ء)---

۶۔ خلافت بنی عباس (دوم) (۲۹۲ھ / ۹۰۵ء تا ۳۲۳ھ / ۹۳۵ء)

۷۔ اخشیدیہ (۳۲۳ھ / ۹۳۵ء تا ۳۵۸ھ / ۹۶۹ء)---

۸۔ خلفائے بنی فاطمہ (۳۵۸ھ / ۹۶۹ء تا ۵۶۷ھ / ۱۱۷۱ء)---

۹۔ خلفائے ایوبیین (۵۶۷ھ / ۱۱۷۱ء تا ۶۴۸ھ / ۱۲۵۰ء)---

۱۰۔ ممالیک (بحری) ۶۴۸ھ / ۱۲۵۰ء تا ۷۹۲ھ / ۱۳۹۰ء)---
۱۱۔ ممالیک (بری) (۷۹۲ھ / ۱۳۹۰ء تا ۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء)---
۱۲۔ عثمانی والیان مصر (۹۲۳ھ / ۱۵۱۷ء تا ۱۲۱۲ھ / ۱۷۹۸ء)
[اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونی ورسٹی لاہور، جلد ۲۱، صفحہ ۱۸۷]

(۱۷۹۸ء میں فرانسیسی افواج نپولین کی زیر قیادت مصر پر حملہ آور ہوئیں مگر کوشش کے باوجود یہاں تسلط قائم نہ کر سکیں--- بالآخر مصری عوام کی مزاحمت پر انہیں واپس فرانس جانا پڑا)---[مصدر سابق، جلد ۲۱، صفحہ ۲۰۷]

۱۳۔ خدیوی دور (۱۲۱۸ھ / ۱۸۰۳ء تا ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء)---
[مصدر سابق، جلد ۲۱، صفحہ ۲۱۸]

مصر کی مدح و ذم میں بہت سے صحابہ کرام اور تابعین و ائمہ کے اقوال منقول ہیں---

دینی حیثیت کے علاوہ مصر کی ثقافتی اہمیت بھی ہے، یہ عظیم یادوں، قدیم تہذیبوں اور تاریخی نوادرات کا امین ہے---راقم کو ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۸ء میں مصر جانے کا اتفاق ہوا، واپسی پر سفر نامہ "چند روز مصر میں" تحریر کیا، جو اپریل ۱۹۹۹ء میں پہلی بار شائع ہوا---

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری ۱۹۹۹ء میں مصر تشریف لے گئے اور وہاں کے اہل علم سے ملاقاتیں کیں اور اس سرزمین میں آسودہ نامور اور مقتدر ہستیوں کے مزارات پر حاضری دی---سید صاحب کا یہ سفر نامہ ان ہی پاکیزہ یادوں کی حسین داستان ہے--- پہلے یہ قسط وار "معارفِ رضا" کراچی میں چھپتا رہا ہے، اب اسے کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے، جس سے اس کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا ہے---امید کہ یہ سفر نامہ اہل ذوق کی علمی و ادبی آسودگی کا باعث بنے گا---اللہ تعالیٰ مصنف کو صحت و عافیت کے ساتھ بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق مزید مرحمت فرمائے---

آمین یا رب العٰلمین بحق سید المرسلین
صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین

## حضرت مولانا عاقب فرید القادری کا وصال پر ملال

انتہائی افسوس کے ساتھ بروز جمعرات 5 ذیقعدہ 1439ھ / 19 جولائی 2018ء شام کو 5 بجے یہ خبر دبئی سے موصول ہوئی کہ حضرت مولانا عاقب فرید القادری کا اچانک انتقال ہو گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا عاقب فرید القادری تاج الشریعہ حضرت مولانا محمد اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری کے خلیفہ مجاز تھے جن کا اگلے روز وصال ہو گیا۔ اللہ عزوجل دونوں کی دینی خدماتِ عالیہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن نصیب فرمائے۔ ادارہ کے تمام اراکین صدر سید وجاہت رسول قادری صاحب، جنرل سکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب، نائب صدر سید ریاست رسول قادری صاحب، جوائنٹ سکریٹری پروفیسر دلاور خاں صاحب، فنانس سکریٹری حاجی عبد اللطیف قادری صاحب، رابطہ سکریٹری ڈاکٹر محمد حسن امام صاحب، رکن ڈاکٹر ثاقب محمد خاں صاحب، رکن حاجی عبد الرزاق تابانی صاحب وغیر ہم دونوں حضرات کے اہل خانہ سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل آپ تمام کے گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حضرت مولانا عاقب فرید القادری کا سب سے بڑا علمی کارنامہ یہ رہا کہ آپ امام احمد رضا کے ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القران کا انگریزی ترجمہ "The Treasure of Faith" کے نام سے کیا جس کو فیصل آباد کے طیب گروپ آف انڈسٹریز نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کر کے دنیا بھر میں مفت تقسیم فرمایا۔ آپ نے ماشاء اللہ ترجمہ قرآن کے ساتھ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کا حاشیہ بھی انگریزی زبان میں مکمل کر لیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ حاشیہ نور العرفان بھی مکمل کر لیا تھا یہ دونوں حواشی بھی طیب گروپ سے شائع ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرت کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

وقت کی تنگی کے باعث تفصیلی مضمون اگلے شمارے میں شائع کریں گے۔ اس اگست کے شمارہ کو پریس میں پرنٹنگ روک کر ان صفحات کو شامل کیا جا رہا ہے۔

# امام احمد رضا کا ایک روشن باب

## نبیرۂ امام احمد رضا خاں حضرت محمد اختر رضا خاں الازہری کا وصال پر ملال

ادارہ

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے پڑپوتے حضرت تاج الشریعۃ مفتی اعظم ھند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی نوری الازہری علیہ الرحمۃ ابن مولانا مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی ابن مولانا مفتی حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں قادری رضوی بریلوی ابن مولانا مفتی و مجدد اعظم حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی ابن مولانا مفتی محمد نقی علی خاں قادری برکاتی بریلوی ابن مولانا مفتی رضا علی خاں بریلوی مورخہ 6 ذیقعدہ 1439ھ، 20 جولائی 2018ء، بوقت 7:30 بجے بعد مغرب بریلی شریف میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، یہ خبر سوشل میڈیا کے ذریعہ اور فون کے ذریعہ چند منٹوں میں پانچوں براعظم تک پہنچ گئی اور ان کی روح مبارک فرشتے یہ کہتے ہوئے اعلیٰ علیین تک لے گئے کہ اے اطمینان والی جان (اللہ کے دوست) اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی اور میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں چلا آ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوعنہ۔

حضرت مفتی اختر رضا خاں قادری بریلوی الازہری قدس سرہٗ العزیز نے اپنے خانوادے کی مسند افتاء پر مفتی اعظم ہند حضرت مصطفیٰ رضا خاں قادری رضوی نوری بریلوی (م1982ء) ابن حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی کے وصال کے بعد نہ صرف طریقت کے امام و جانشین مفتی اعظم رہے بلکہ شریعت کے امام کے حیثیت سے اپنے نانا حضرت مفتی اعظم ہند اور اپنے پردادا حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند افتاء کے بھی جانشین رہے اور یہ خدمت برابر انجام دیتے رہے، الحمد للہ امام احمد رضا کے وصال کے بعد بھی تسلسل کے ساتھ پوری ایک صدی تک یہ سلسلہ افتاء جاری رہا اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ خدمت افتاء آپ کی اولاد مولانا عسجد رضا قادری یا اور اس خانوادے کے فرزنداں کے ذریعہ مزید صدیوں تک جاری رہے گا انشاء اللہ۔

خانوادہ رضا میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ کے بعد مفتی اعظم ہند کے فتاویٰ شائع ہو چکے ہیں اور امید ہے کہ حضرت تاج الشریعہ کے بھی تمام فتاویٰ جو انہوں نے 50 سال سے زیادہ عرصہ تک جاری کئے وہ سب بھی شائع ہو جائینگے۔ حضرت کی حیات پر تفصیلی مقالہ جلد تحریر کرکے معارفِ رضا میں شائع کیا جائیگا اور ممکن ہے کہ اگلی بار اس کے بعد کا ماہنامہ شمارہ حضرت اختر رضا کے نمبر پر شائع کیا جائے یہاں صرف ان کی قلمی خدمات کی تفصیل پیش کررہا ہوں جو مجھے آج تک حاصل ہوئی ہیں یقیناً اس کے علاوہ یا قلمی صورت میں اور مسودات بھی ہونگے جس کی تفصیل بعد میں سامنے آجائے گی معارفِ رضا اگست 2018ء کا ماہنامہ چونکہ پریس میں جارہا ہے اس لیے کچھ مختصر تعارف اور تعزیت نامہ پیش کیا جارہا ہے۔

حضرت مفتی اختر رضا خاں بریلوی الازہری علیہ الرحمہ نے افتاء وقضا، کثیر تبلیغی اسفار کے باوجود تصنیف و تالیف کا سلسلہ عربی، اردو دونوں زبانوں میں جاری رکھا ساتھ ہی ساتھ عربی اور اردو زبان میں نعتیہ شاعری کا سلسلہ بھی اپنے اسلاف کی طرح جاری رکھا۔

آپ کی اردو تصانیف میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہیں:

(۱)۔ ہجرت رسول ﷺ، (۲)۔ آثارِ قیامت، (۳)ٹائی کا مسئلہ، (۴)۔ حضرت ابراہیم کے والد، (۵)۔T.V اور ویڈیو کا آپریشن، (۶)۔ سنو چپ رہو، (۷)۔ دفاع کنزالایمان (2 جلد)، (۸)۔ 3 طلاق کا شرعی حکم، (۹)۔ جشن میلاد النبی ﷺ، (۱۰)۔ سفینہ بخشش [نعتیہ کلام]، (۱۱)۔ فضیلت نسب، (۱۲)۔ تصویر کا شرعی حکم، (۱۳)۔ اسماء سورۃ فاتحہ کی وجہ تسمیہ، (۱۴)۔ سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی، (۱۵)۔ العطایاالرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ [۵ جلد]۔

عربی تصانیف کی فہرست بھی ملاحظہ کریں:

(۱)۔ الحق المبین، (۲)۔الصابة نجوم الاهتدأ، (۳)۔شرح حدیث الاخلاص، (۴)۔نبذة حیاة الا امام احمد رضا، (۵)۔سدالمشارع، (۶)۔شرح القصیدہ بردہ، (۷)۔مراۃ النجدیہ بجواب البریلویہ [۲ جلد]، (۸)۔نهایة الزین فی التخفیف عن ابی لهب یوم الاثنین۔

حضرت اختر رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے امام احمد رضا کے کئی اردو رسائل کے عربی میں ترجمہ بھی کئے جو شائع ہو چکے ہیں:

(۱)۔ برکات الامداد لاهل الاستمداد، (۲)۔فقه شهنشاه، (۳)۔عطایا القدیر فی حکم التصویر، (۴)۔اهلاك الوهابیین علی توهین القبور المسلمین، (۵)۔تیسیرالماعون لسکن فی الطاعون، (۶)۔شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام، (۷)۔قوارع القهار فی الرد المجسمة الفجار، (۸)۔الهاد الکاف فی حکم الضعاف، (۹)۔الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء، (۱۰)۔سبحان البسوح عن عیب کذب المقبوح، (۱۱)۔حاجزا البحرین الواقی عن جمع العلانین۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ اللہ عزوجل حضرت علامہ مولانا مفتی تاج الشریعۃ حضرت مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی بریلوی الازہری کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا فرمائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور قرب نصیب فرمائے۔

آپ عیسوی اعتبار سے 75 سال دنیا میں گذارے کہ پیدائش 1943ء اور وصال 2018ء مگر اسلامی اعتبار سے آپ نے 77 سال حیات پائی جس میں سے 55 سال الحمد للہ دین کی خدمت کرکے اپنے اسلاف کی ارواح کو خوش کیا اور اللہ ورسول کی رضا حاصل کی اللہ عزوجل آپ کی تمام تر خدماتِ عالیہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت فرمائیے۔ ادارہ کی مجلس عاملہ کے تمام اراکین صدر سید وجاہت رسول قادری صاحب، جنرل سکریٹری پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب، نائب صدر سید ریاست رسول قادری صاحب، فنانس سکریٹری حاجی عبد اللطیف قادری صاحب، جوائنٹ سکریٹری پروفیسر دلاور خاں صاحب، رابطہ سکریٹری ڈاکٹر محمد حسن امام صاحب، رکن ڈاکٹر ثاقب محمد خاں صاحب، رکن حاجی عبد الرزاق تابانی صاحب کی جانب سے حضرت کے صاحبزادہ محترم المقام جناب مولانا عسجد رضا قادری بریلوی تعزیت قبول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے والد ماجد کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

□ □ □ □ □

# 38ویں سالانہ امام احمد رضا کانفرنس 2017ء

## کی روزنامہ "نوائے وقت" کراچی میں شائع ہونے والی خبر


DAILY NAWA-I-WAQT KARACHI
روزنامہ نوائے وقت کراچی
FRIDAY NOVEMBER 10, 2017
جلد 39 — صفحات 12 — شمارہ 34 — MC-24 — قیمت 13 روپے
فون نمبر 32241978-80 فیکس نمبر 32242971-2


## امام احمد رضا کی تعلیمات پر عمل سے دہشتگردی کا خاتمہ ممکن ہے

جامعہ کراچی میں کانفرنس

اعلیٰ حضرت نے سوشل سائنس پر بھی قلم اٹھایا، ان کے افکار کو علم سیاسیات کے سلیبس میں شامل کیا جائے، پروفیسر اختر بلوچ

تصوف کا بڑا نام امام احمد رضا ہے، انہوں نے دوقومی نظریہ کو آگے بڑھایا، ڈاکٹر احمد قادری، علامہ وجاہت رسول، آزاد بن حیدر

برصغیر میں مسلم تشخص کی بقا امام احمد رضا ہیں، مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کے خلاف قلمی و عملی جہاد کیا، پروفیسر ڈاکٹر سہیل شفیق

"ماہر سماجی علوم امام احمد رضا خان کے سیاسی افکار، اثرات و اطلاق" کے عنوان پر سیمینار، ڈاکٹر محمد ثاقب، مفتی عبدالرحمٰن، ڈاکٹر مجیب احمد، مجید اللہ قادری و دیگر کا خطاب

کراچی (خصوصی رپورٹر) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ایک جامع ادارے کی حیثیت رکھتے تھے ان کی فکر کو نافذ کر دیا جائے تو عصبیت اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوجائے گا۔ انہوں نے علمی، مذہبی، قیادت اور امامت کا صحیح معنوں میں حق ادا کیا ہے۔ احمد رضا خان نے سوشل سائنس پر بھی کتابیں لکھیں تصوف میں بڑا نام احمد رضا کا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مقررین نے 38 ویں امام احمد رضا خان کانفرنس میں کیا۔ کانفرنس کا عنوان "ماہر سماجی علوم امام احمد رضا خان کے سیاسی افکار، اثرات و اطلاق" تھا اس موضوع پر سیاسی اور مذہبی اسکالرز نے مقالے پیش کئے جسکا انعقاد جامعہ کراچی کے آرٹس آڈیٹوریم میں کیا گیا تھا جبکہ کانفرنس کا اہتمام ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) وکلیہ سماجی علوم جامعہ کراچی نے کیا تھا۔ کانفرنس کی صدارت شیخ الجامعہ بے نظیر بھٹو یونیورسٹی لیاری نے کی جس کے مہمان خصوصی پروفیسر ڈاکٹر محمد احمد قادری رئیس کلیہ سماجی علوم جامعہ کراچی تھے۔ مقررین میں آزاد بن حیدر، صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ڈاکٹر محمد ثاقب، مفتی عبدالرحمٰن قادری، پروفیسر ڈاکٹر مجیب احمد صدر شعبہ تاریخ و مطالعہ پاکستان انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، ڈاکٹر وسیم الدین (وفاقی اردو یونیورسٹی) ڈاکٹر حافظ سہیل شفیق پروفیسر تاریخ اسلام جامعہ کراچی اور میزبان ڈاکٹر عبیداللہ قادری نے خطاب کیا۔ اس موقع پر وجاہت رسول قادری کی تین کتابوں سفرنامہ بنگلہ

باقی صفحہ نمبر 4

**بقیہ — جامعہ کراچی کانفرنس**

دیش، سفرنامہ قاہرہ، اور ایک کتاب کی تقریب رونمائی کی گئی۔ صدر تقریب پروفیسر ڈاکٹر اختر بلوچ نے کہا کہ احمد رضا ایک مدبر، مجدد، سیاسی و سماجی، مذہبی رہنما تھے۔ احمد رضا بریلوی کے سیاسی افکار کو سیاسیات کے مضمون کے لئے سلیبس میں لانا چاہیے۔ انہوں نے کانفرنس کو روحانی، سماجی، معاشی محفل قرار دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد احمد قادری مہمان خصوصی رئیس کلیہ سماجی علوم نے کہا کہ پاکستان کی تمام جامعات میں علما اہل سنت اعلیٰ حضرت کے تصوف کے مزاج کے ساتھ انتہا پسندی کا مقابلہ کریں آنے والا وقت ان کا ہے جس میں احمد رضا خان کے نظریات نظر آئیں گے۔ تصوف کا بڑا نام احمد رضا کا ہے جس نے لوگوں کو ملا کر رکھا ہے۔ علامہ وجاہت رسول قادری نے کہا کہ امام احمد رضا جامعہ الصفات اور ہمہ جہت شخصیت ہیں۔ پچاس سال میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لکھے گئے مقالات بھی ان کی خدمات کے حوالے سے ناکافی ہیں۔ ممتاز اسکالر آزاد بن حیدر نے کہا کہ اعلیٰ حضرت نے دوقومی نظریہ کی فکر کو آگے بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے جسے نئی نسل کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے وجاہت رسول قادری کی تین تصنیفات کی رونمائی پر مبارکباد پیش کی۔ مفتی عبدالرحمٰن قادری نے کہا کہ امام احمد رضا معاشیات کے ایکسپرٹ تھے وہ پولیٹیکل ریفارمر بھی تھے وہ کہتے تھے کہ سیاست ہمیشہ کرپٹ لوگوں سے پاک ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ دوقومی نظریہ کے بانی امام احمد رضا ہیں۔ ڈاکٹر حافظ سہیل شفیق نے کہا کہ برصغیر میں مسلم تشخص کی بقا امام احمد رضا تھے۔ وہ ایک عظیم عالم دین اور سیاسی مدبر بھی تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ہر اٹھنے والی آواز کے خلاف قلمی اور عملی جہاد کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر مجیب احمد نے کہا کہ امام احمد رضا کی سوچ شرعی تھی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ امام احمد رضا نے انگریز اور ہندوؤں سے ترک موالات کا نظریہ پیش کیا۔ اس موقع پر مہمان مقررین کو شیلڈز پیش کی گئیں میزبان مجید اللہ قادری نے نظامت کے فرائض انجام دیے اور بتایا کہ اب امام احمد رضا پر 50 پی ایچ ڈی ہوجائیں گی۔ علما اہل سنت متحد ہوکر امام احمد رضا کی فکر کو آگے بڑھائیں۔ اس موقع پر پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال وائس چانسلر وفاقی اردو یونیورسٹی، پروفیسر ڈاکٹر اقبال چوہدری، پروفیسر ڈاکٹر فہیم الدین، پروفیسر ڈاکٹر ضیاالدین، نوخیز انور صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر راشدہ قاری، ایس ایم طہٰ، ڈاکٹر اسماعیل سوئی، ڈاکٹر شبیر احمد قادری، پروفیسر دلاور خان، پروفیسر قاضی ظہیر الحسن، پروفیسر خواجہ خطب الدین کے پیغامات پیش کیے گئے۔

# MC-1071

# Department of History

## University of Karachi

Ref:________ Date: 4/11/17

Research and particularly ecclesiastical research requires extreme cautious as it does influence the large number of believers and other prospective researchers working on comparative religions. Religious research has tremendous potential to alter the old axioms, like the Martin Luther's studies provoked him to confront with the practicing beliefs of catholic Christianity and gave birth to new school of thought 'Protestantism'. Whatever the beliefs of all religions and school of thought, some inferences are found common that is, human dignity, peace and love among people. Hate, coercion, injustice are clearly rejected in all religion without single iota of doubt. Number of religious publications is promoting humanitarian ideas. Among so many such academic initiatives, monthly magazine Maa'rif-e-Raza is a brilliant effort made by the Raza Research Institute.

Maa'rif-e-Raza teaches human dignity, peace and love among people which must be derived from the core of the teaching of Imam Ahmed Raza and other Imams too. Being a part of Pakistani society masses are directly or indirectly influenced by written and oral statements of clerics and academicians. Therefore before publication it is extremely important to look into the content and narrative. In this monthly magazine I noticed that references are meticulously scrutinized and arguments and narrative are clearly pro-humanity. The presentation of spirituality is also non-confrontational in this magazine. I would fairly comment that the magazine provides enough material to transform anger into calm, hate into love and war into peace.

Another important aspect that I noticed is its simplicity in presentation. It is generally observed that popular magazines use expensive material for publication, glace or expensive paper, colorful pictures and sharp ink. Maa'rif-e-Raza's simplicity is the strength of this magazine that demonstrates the purpose and target are more important than surface ostentation. Its academic output places it par excellence than the popular expensive magazines. The message it generates is the need of time in the growing extremism in all societies. Maa'rif's fundamental purpose is to nurture a tolerant society through unbiased research and writing.

One last observation and I am done. The title of the magazine 'Maa'rif-e-Raza it self thought provoking which contains multi-dimensional streams of thought. This is my humble opinion that in promoting research on peace and humanity, if references from literature of different religions may also be included it would be more effective and appealing to non-muslims also.

I congratulate the editor and the editorial team for a much-needed initiative not only in the realm of academic research but also for the society at large.

S. M. Taha

Department of History, University of Karachi, Main University Road, Karachi-75270, Sindh-Pakistan
Tel: +92 21 99261300-7/Ext. 2272
http://www.uok.edu.pk/faculties/generalhistory/index.php

**Raza Research Institute**
E.mail: imamahmadraza@gmail.com, Phone: 0092-21-32725150
www.imamahmadraza.net